بے نقاب

مصنفہ

عروبہ عامر

پتہ

@aroobaamirofficial

0322.6301406

aroobaamirsidiqui@gmail.com

آخری قسط:

جاسوس اور غدار

آدھی رات کا وقت تھا جب پیاس کی شدت سے اس کی آنکھ کھلی، ہاتھ بڑھا کر اس نے سائیڈ ٹیبل پر رکھا گلاس اٹھایا، وہ خالی تھا۔ اپنے اوپر سے رضائی ہٹا کر وہ آہستگی سے نیچے اترا اور محتاط انداز میں چلتا ہوا کچن کی طرف بڑھا، یک دم اسے احساس ہوا جیسے شامی اپنے بستر پر موجود نہیں ہے، کسی خیال کے تحت اس نے کمرے میں لگا ایمرجنسی بلب روشن کیا اور گردن گھما کر شامی کے بستر کی طرف دیکھا جو خالی تھا، اس کا وہم درست تھا، شامی وہاں موجود نہیں تھا، سامنے دیوار پر ڈیجیٹل کلاک لگی تھی جو رات کے تین بجا رہی تھی، اس وقت آخر وہ کہاں جا سکتا ہے؟ یہ سوچتے ہوئے اس نے کچن کاؤنٹر سے جگ اٹھایا اور پانی پینے کے بعد دوبارہ اپنے بستر پر واپس آ کر لیٹ گیا، رات وہ دیر تک جبریل سے باتیں کرتا رہا تھا، واپس لوٹنے پر شامی سو چکا تھا

،اب اچانک اس کا یوں کمرے میں نہ ہونے تشویش کا باعث تھا۔

کچھ دیر چھت کو گھورتے ہوئے وہ شامی کا انتظار کرتا رہا، بالآخر نیند نے اسے دوبارہ اپنی آغوش میں لے لیا اور وہ گہری نیند میں ڈوبتا چلا گیا۔

☆☆☆☆☆

وہ منہ پر ہاتھ رکھے نہ جانے کتنی دیر تک مارتھا کی لاش کو دیکھتا رہا جو زمین پر پڑی ہوئی تھی، خود کو بمشکل سنبھالنے کے بعد وہ آہستگی سے چلتے ہوئے اس کے قریب آیا، ہاتھ بڑھا کر اس نے مارتھا کی نبض دیکھی جو بند ہو چکی تھی، وہ مر چکی ہے!

پہلی بار اس نے مارتھا کے کمرے پر ایک گہری نگاہ ڈالی۔اس جگہ کی حالت کافی عجیب تھی، ایسا محسوس ہو رہا تھا جیسے یہاں نہ جانے کتنے دنوں سے صفائی نہیں کی گئی تھی، جگہ جگہ شراب کی خالی بوتلیں پڑی تھیں، سائیڈ ٹیبل پر سگریٹ کے ٹکڑے بکھرے ہوئے تھے، وہ کئی دنوں سے مسلسل نشے کی حالت میں تھی، وہ دن رات صرف نشہ کرتی رہی تھی، یک دم اس کی نگاہ چھت پر پڑی جس کے بعد اسے معلوم ہو گیا کہ مارتھا نے پنکھے سے لٹک کر خودکشی کی ہے مگر کیوں؟ آخر ایسا کیا ہو گیا کہ اس نے اپنی جان لے لی؟

وہ اوندھے منہ زمین پر پڑی تھی، اس نے آگے بڑھ کر اس کے چہرے کا رخ اپنی جانب کیا، اس کی آنکھوں کے نیچے گہرے حلقے تھے اور چہرے پر سوجن کے آثار نمایاں تھے، ہونٹ سوکھ کر کانٹا ہو رہے تھے اور بال کافی الجھے ہوئے تھے، جس سے ظاہر ہو رہا تھا کہ اس نے یہ قدم شدید ڈپریشن کی حالت میں اٹھایا ہے، پھر ڈھیروں سوال اس کے دماغ میں ابھرنے لگے۔

سوچ سوچ کر اس کا سر پھٹا جا رہا تھا، چند لمحے یوں ہی کھڑے رہنے کے بعد اس نے جیب سے موبائل فون نکال کر واشنگٹن پولیس کو کال کی اور انہیں تمام صورت حال سے آگاہ کیا، انہوں نے کچھ ہی دیر میں پہنچنے کا کہہ کر فون رکھ دیا، اس کا دماغ مکمل طور پر ماؤف ہو چکا تھا لیکن یہ وقت ہوش کھونے کا نہیں بلکہ عقل سے کام لینے کا تھا، مارتھا جا چکی تھی لیکن اسے اپنے سوالوں کے جواب چاہئے تھے جو اسی کمرے میں مل سکتے تھے جہاں اس نے اپنی زندگی کے آخری دن گزارے تھے۔

یہ سوچ کر وہ تیزی سے اٹھا اور مارتھا کے بستر کے قریب آیا، جگہ جگہ سگریٹ کے ٹکڑے بکھرے پڑے تھے، اتنی سگریٹ شاید ہی کسی نے اپنی زندگی میں پی ہوگی جتنی مارتھا نے دس دنوں میں پی لی تھی، یک دم اس کا پاؤں کسی چیز سے ٹکرایا، وہ نیچے کو جھکا اور اس کتاب کو اٹھالیا، یہ مارتھا کی ڈائری تھی، یقیناً اس میں کچھ تو مل سکتا تھا جس سے اس کے سوالوں کا جواب مل جاتا، یہ سوچ کر اس نے ڈائری اپنے ہاتھ میں پکڑ لی، ساتھ ہی سائیڈ ٹیبل پر رکھا مارتھا کا فون اٹھالیا اور سوئچ آف کر کے جیب میں ڈال لیا، پولیس آ چکی تھی، وہ اس کمرے کو اپنی حالت پر چھوڑ کر تیزی سے بیڈروم سے باہر نکل گیا۔

☆☆☆☆☆

صبح کے سات بج رہے تھے، موسم بے حد خوبصورت تھا، ہلکے ہلکے بادل آسمان پر چھائے ہوئے تھے، شامی نے بتایا تھا کہ استنبول کا موسم پورے سال ہی خوبصورت ہوتا ہے، یہاں پاکستان اور عرب ممالک کی نسبت گرمی کی شدت کم ہوتی ہے، جولائی کے مہینے میں زیادہ سے زیادہ انتیس ڈگری تک ٹمپریچر جاتا ہے جو قابلِ

برداشت ہوتا ہے، ستمبر سے دوبارہ ٹھنڈ کا آغاز ہوجاتا ہے جو اپریل تک رہتا ہے اور یہی مہینے ٹورسٹ کے لئے بہترین تھے۔

کیفے ٹیریا میں اسے شامی ایک بینچ پر بیٹھا دکھائی دے گیا، ناشتے کی ٹرے لے کر وہ بھی اس کے قریب آ گیا۔

سلام دعا کے بعد اس نے پوچھا:

تم رات کو تین بجے کہاں چلے گئے تھے؟ میں پانی پینے کے لئے اٹھا تو دیکھا کہ تم کمرے میں نہیں ہو!''

جبریل کی بات پر وہ ہلکا سا چونکا!

میں دراصل اپنے بڑے بھائی سے بات کرنے گیا تھا جو نائٹ ڈیوٹی کر کے اسی وقت گھر لوٹتا ہے، اس سے بات کرنے کے لئے مجھے رات کو اٹھ کر باہر جانا پڑتا ہے تاکہ تمہاری نیند میں خلل پیدا نہ ہو۔''

شامی کی بات پر اسے تسلی ہوگئی۔ ناشتہ ختم کرنے کے بعد وہ دونوں اپنا بستہ اٹھا کر طلباء کی قطار کی طرف بڑھ گئے، آج پہلا درس عبداللہ اتالا رصاحب کا تھا جنہوں نے ایک ہی دن میں اس کے دل میں اپنا خاص مقام بنالیا تھا، وہ اس آیت کا اگلا حصہ جاننے کے لئے بے تاب تھا۔

کلاس روم میں داخل ہونے کے بعد تمام طلباء اپنی اپنی نشستوں پر بیٹھ چکے تھے، کچھ دیر بعد استاد عبداللہ اندر داخل ہوئے اور ان کے درمیان سے گزرتے ہوئے ڈائس کی طرف بڑھے، ہمیشہ کی طرح ان کے ہاتھ میں کالے رنگ کا خوبصورت سا مصحف تھا اور چہرے پر شفیق مسکراہٹ!

مہمت نے ان کی ہدایات کے مطابق پروجیکٹر پر آج کی آیت کھول دی جس کا دوسرا پہلو لال رنگ سے ہائیلائٹ کیا ہوا تھا، استاد نے بسم اللہ پڑھ کر تلاوت شروع کی:

بامحاورہ ترجمہ: اے مسلمانو! ان کے مقابلے کے لئے تم سے جس قدر ہو سکے (ہتھیاروں اور آلات جنگ کی) قوت مہیا رکھو اور بندھے ہوئے گھوڑوں کی (کھیپ بھی)، اس (دفاعی تیاری) سے تم اللہ کے دشمن اور اپنے دشمن کو (اپنے اوپر حملہ آور ہونے سے) ڈراتے رہو اور ان کے سوا دوسروں کو بھی (جن کی چھپی دشمنی) کو تم نہیں جانتے، اللہ انہیں جانتا ہے۔

تلاوت کے بعد انہوں نے کہنا شروع کیا:

پیارے بچو! اگر آپ لوگ اس آیت کے اگلے حصے پر غور کریں تو معلوم ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے یہاں پر دو طرح کے دشمنوں کا ذکر کیا ہے، ایک وہ جو ہمارے اور اللہ کے کھلے دشمن ہیں، جن کے ساتھ ہماری ازل سے جنگ ہے، یعنی یہود اور مشرکین! لیکن اس کے بعد اللہ تعالیٰ ایک اور دشمن کا ذکر کرتے ہوئے فرماتے ہیں: ''اور ان کے سوا دوسروں کو بھی ڈراتے رہو (جن کی چھپی دشمنی) کو تم نہیں جانتے، اللہ انہیں جانتا ہے''۔

ہماری مضبوط اکانومی اور مضبوط ملٹری قوت سے جہاں کفار اور مشرکین پر ہمارا ایک خوف طاری ہوگا وہیں ان دشمنوں پر بھی ایک خوف طاری ہوگا جو ہمارے سامنے کھل کر موجود نہیں ہیں، درحقیقت اصل خطرناک دشمن وہی ہوتا ہے جو کھل کر سامنے نہیں آتا بلکہ پیٹھ پیچھے سے وار کرتا ہے، غور کیا جائے تو آج ہمارے درمیان ایسے لاتعداد دشمن موجود ہیں جو بظاہر مسلمان بھی ہیں، وطن کے ساتھ مخلصی کا دعویٰ بھی کرتے

ہیں، منصب پر فائز ہوتے ہوئے وفاداری کا حلف بھی اٹھاتے ہیں لیکن ملک اور قوم کو سب سے زیادہ نقصان ان کی غداری کی وجہ سے ہی پہنچتا ہے۔'' وہ سانس لینے کو رکے پھر دوبارہ بولے:

دراصل یہ ہمارے کھلے دشمنوں کے چھپے ''Puppets'' ہیں جو بڑی رازداری سے ہماری حکمتِ عملیاں، ہماری پیش قدمیاں اور ہمارے راز ان تک پہنچاتے ہیں اور ہمیں اندر سے کھوکھلا کر رہے ہیں، جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے کفار اور مشرکین کے ظلم کے باعث مکہ سے مدینہ ہجرت کی تو ان کے لئے مدینہ میں مسلم ریاست قائم کرنے کے دوران جو سب سے بڑا چیلنج تھا وہ منافقین تھے، یہ وہی چھپے دشمن ہیں جو آج تک مسلمانوں کے درمیان موجود ہیں، جتنا نقصان دین اسلام کو منافقین سے پہنچتا رہا ہے اتنا کفار اور مشرکین سے بھی نہیں پہنچا، قرآن کریم میں سب سے زیادہ مذمت منافقین کی کی گئی ہے اور اللہ تعالیٰ نے آپؐ کو ہجرت کے بعد سب سے زیادہ منافقین سے نمٹنے کی تلقین کی۔ آج اگر مسلمانوں کی کمزوری کی ایک بڑی وجہ ذکر کی جائے تو وہ یہی منافقین ہیں جنہوں نے اندر ہی اندر ہمیں کھوکھلا کر دیا ہے، خلافت عثمانیہ کو توڑنے میں باہر کی قوت سے زیادہ ہمارے درمیان پلنے والے یہ دشمن سرفہرست تھے۔ اسی وجہ سے طاقت کا حصول ان دشمنوں کو بھی ڈرانے کے لئے انتہائی ضروری ہے تا کہ مسلمانوں کا رعب ان کے دلوں پر قائم رہے۔

ہم جانتے ہیں کہ ہر بڑے عہدے پر بیٹھا شخص ملک کے ساتھ مخلص نہیں ہوتا، اسی وجہ سے آج مسلمان دوطرفہ جنگ لڑنے پر مجبور ہیں، ایک باہر کے دشمنوں سے اور ایک اندر کے دشمنوں سے! اور یہ دشمن بظاہر خیر خواہ کی شکل میں ہمارے درمیان

موجود ہیں، ان کے خاتمے کے لئے مسلمانوں کو خود کو مضبوط کرنا پڑے گا، نہ صرف ملٹری قوت میں بلکہ معاشی، معاشرتی اور حکمت عملی کے لحاظ سے بھی!‘‘

استاد عبداللہ سے اس آیت کی تشریح سننے کے بعد اس کے ذہن میں ہر وہ شخص گھومنے لگا جس کے خلاف اس نے آواز اٹھائی تھی، یہ تمام لوگ کفار اور مشرکین تو نہیں تھے، یہ سب کے سب تو مسلمان تھے، اعلیٰ عہدے دار تھے، ملک کے اساتذہ کرام تھے جن کے ہاتھوں میں قوم کا مستقبل تھا۔ اسے آج بڑی شدت سے احساس ہو رہا تھا کہ ہمارے ظاہری دشمنوں سے کہیں زیادہ ہمارے یہ چھپے ہوئے دشمن نقصاندہ ہیں! خیر خواہوں کے روپ میں بیٹھے یہ لوگ آستین کے سانپ سے کم نہ تھے اور وہ ایک ایک کر کے ان تمام سانپوں کو ختم کر دینا چاہتا تھا۔

☆☆☆☆☆

وہ اس وقت اسپتال کے کمرے میں تنہا موجود تھا، امی اور ابا اسے لینے آ رہے تھے، تمام ٹیسٹ کلیئر ہو چکے تھے اور وہ اب بغیر سہارے کے چلنے پھرنے کے قابل ہو چکا تھا، احمد اور شہر یار کینٹین میں چائے لینے گئے تھے، ان دونوں نے اس کا بہت خیال رکھا تھا اور اسے روحان کی کمی محسوس ہونے نہیں دی تھی۔

اس وقت صبح کے ۱۱ بج رہے تھے، وہ آہستگی سے بستر سے نیچے اترا اور پیٹ پر ہاتھ رکھتے ہوئے کھڑے ہونے کی کوشش کی، درد کی ہلکی سی ٹیس اس کے جسم میں اٹھی، وہ آہستہ سے چلتے ہوئے سائیڈ ٹیبل کے قریب آیا اور جھک کر اپنی دوا اٹھانے لگا۔

ابھی وہ مکمل صحت یاب نہیں ہوا تھا لیکن درد کی شدت میں کافی کمی آ چکی تھی، مزید اب وہ اسپتال میں نہیں رہنا چاہتا تھا بلکہ استنبول جانے کی تیاری کرنا چاہتا تھا،

کل اسے یونی ورسٹی سے کال آئی تھی اور ہفتے کے دن اس کا انٹرویو تھا جس کی اسے تیاری کرنا تھی، سب سے زیادہ وہ لینگویج کو لے کر پریشان تھا، اسے ہر صورت یہ ٹیسٹ پاس کرنا تھا تاکہ وہ اس آخری موقع سے فائدہ اٹھا سکے، روحان نے اسے بتایا تھا کہ اسکرین پر انگریزی ترجمہ لکھا آ رہا ہوتا ہے لیکن عربی کو عربی میں سمجھنے کا مزہ ہی کچھ اور ہے، کسی بھی زبان کا ترجمہ کر دینا بات کے وزن کو کئی گنا گھٹا دیتا ہے، اسی لئے قرآن کو بھی ترجمے کی مدد کے بغیر سمجھنے اور پڑھنے کا سرور ہی ناقابل تصور ہے، ان باتوں نے اس کے اندر عربی سیکھنے کا شوق مزید بڑھا دیا تھا، انہی باتوں کو سوچتے ہوئے اس نے دوا پھانکی اور گلاس سائیڈ ٹیبل پر رکھ کر سیدھا ہو گیا۔

کوریڈور میں آہستہ آہستہ قدم بڑھاتے ہوئے کوئی شخص مسلسل اس کی جانب بڑھ رہا تھا، قریب پہنچ کر اس ہیولے نے ایک نظر اپنے اطراف میں ڈالی اور پھر دروازے کے ہینڈل پر اپنی مخروطی انگلیاں رکھ کر اسے گھما دیا، اگلے ہی پل کمرے کا دروازہ کھل چکا تھا، وہ سامنے بستر پر لیٹا چھت کو گھور رہا تھا، کسی احساس کے تحت اس نے گردن اٹھا کر دروازے کی جانب دیکھا جہاں اس شخص کو اپنے سامنے کھڑا دیکھ کر حیران رہ گیا، ایک جھٹکے سے وہ بستر سے اٹھ بیٹھا، درد کی تیز لہر اس کے جسم میں دوڑی لیکن اس کی پرواہ کئے بغیر وہ پھٹی پھٹی آنکھوں سے سامنے موجود شخص کو دیکھ رہا تھا۔

اس کے خشک ہونٹ آہستگی سے ہلے اور وہ بولا: ”ماہی تم!“

☆☆☆☆☆

جیف کے منہ سے مارتھا کی موت کی خبر سن کر گریس، مائیک اور آرتھر بھی وہاں پہنچ چکے تھے، پولیس نے باڈی کو احتیاط سے باہر نکال لیا تھا اور اب پوسٹ مارٹم کے

لئے ایمبولنس میں ڈال کر لے جا رہے تھے، مارتھا کی ماں فیونا بھی پہنچ چکی تھی اور صدمے سے نڈھال ہو رہی تھی، سوسائٹی میں پولیس اور ایمبولنس کی گاڑیاں کھڑی دیکھ کر کافی لوگ جمع ہو گئے تھے۔

میری بیٹی ایسا نہیں کر سکتی، میں کہہ رہی ہوں کہ اسے قتل کیا گیا ہے اور جس کسی نے بھی اس کا قتل کیا ہے میں اسے چھوڑوں گی نہیں!''

فیونا چلا چلا کر پولیس سے کہہ رہی تھی، گریس اسے سنبھالنے کی کوشش کر رہی تھی لیکن وہ سنبھل نہیں پا رہی تھی۔

آپ کو ہمارے ساتھ پولیس اسٹیشن چلنا ہوگا، ہمیں ڈیڈ باڈی کے متعلق آپ کا بیان ریکارڈ کرنا ہے۔'' ایک پولیس آفیسر نے اس کے نزدیک آتے ہوئے کہا:

سر فی الوقت ان کی طبیعت کسی بھی بیان کو ریکارڈ کروانے کے قابل نہیں ہے، آپ لوگوں کو تھوڑا انتظار کرنا چاہئے۔'' جواباً گریس نے آفیسر کو سمجھانے کی کوشش کی۔

میری بیٹی......میں کیسے رہوں گی اس کے بغیر تنہا!'' فیونا اب زمین پر ڈھیر آنسو بہا رہی تھی۔

سر ہمیں کچھ دن ان کی طبیعت کی بہتری کا انتظار کرنا چاہئے۔'' گریس نے اسے دیوار کے سہارے بٹھاتے ہوئے کہا: مائیک نے آگے بڑھ کر جگ سے پانی کا گلاس بھرا اور انہیں پلانے کی کوشش کرنے لگا۔

ٹھیک ہے مس گریس! لیکن ہمیں تحقیقات جلد شروع کرنا ہوں گی جس کے لئے ہم زیادہ دن انتظار نہیں کر سکتے، فیونا کے بیانات ہمارے لئے کافی اہمیت رکھتے ہیں''

یہ کہہ کر وہ افسر باہر نکل گیا، گریس اور مائیک اسے دونوں کندھوں سے اٹھا کر

بیڈروم میں لے آئے اور اسے نیند کی دوا دے کر سلا دیا، آرتھر نے فیونا کی اکلوتی بہن جینا کو اطلاع دے دی تھی، وہ کچھ ہی دیر میں یہاں پہنچنے والی تھی۔

ہمیں ان کی بہن کے آنے کا انتظار کرنا ہوگا، تب ہی ہم یہاں سے جا سکتے ہیں، انہیں یوں اکیلا چھوڑنا مناسب نہیں لگتا۔'' گریس نے آرتھر کی بات کا جواب دیتے ہوئے کہا:

وہ اب جیف کے قریب آ گئی جو اس تمام عرصے میں بالکل خاموش ایک کونے میں کھڑا زمین کو تکتا رہا تھا، اس نے آہستگی سے جیف کے کندھے پر ہاتھ رکھا اور بولی:

تم ٹھیک تو ہو نا؟''

اس نے گریس کی بات کا کوئی جواب نہیں دیا اور اسی طرح سر جھکائے کھڑا رہا، شاید وہ بھی صدمے میں تھا، اس نے آگے بڑھ کر آہستگی سے اپنا سر اس کے کندھے پر رکھ دیا، وہ اس وقت اسے تنہا نہیں چھوڑنا چاہتی تھی۔

☆☆☆☆☆

وہ سر سے پیر تک سفید رنگ کی بڑی سی چادر اوڑھے کھڑی تھی، اسے دیکھتے ہی اس نے اپنے چہرے سے چادر ہٹالی، وہ آج بھی ویسی ہی تھی، صاف و شفاف ملائم چہرہ، گہری کالی آنکھیں، ترچھی ناک اور ہلکے گلابی ہونٹ!

وہ بستر سے اٹھ کھڑا ہوا تھا، اسے اٹھتا دیکھ کر ماہی آگے بڑھی۔

کیسے ہو تم؟ تمہارا زخم کیسا ہے؟'' نہ جانے کتنے عرصے بعد اس نے دشمن جاں کی آواز سنی تھی، اسے یقین نہیں آرہا تھا کہ وہ سامنے کھڑی اس کی خیریت دریافت کر رہی ہے!

اس سوال کے جواب میں وہ دھیما سا مسکرایا اور بولا: ”کس زخم کے بارے میں پوچھ رہی ہو؟“

یہ سن کر ماہی نے شرمندگی سے سر جھکا لیا، چند لمحے یوں ہی گزر گئے، بالآخر وہ بولی: میں تم سے معافی مانگنے آئی ہوں جبریل...... مجھے معاف کردو، میں نے تم پر بھروسہ نہیں کیا، تمہیں صفائی کا موقع نہیں دیا اور اس انجان شخص کی باتوں میں آ کر تم سے اپنا ہر تعلق ختم کرلیا، میں بہت شرمندہ ہوں!“

ماہی کے لوٹ آنے کا اس نے ہر دن، ہر لمحہ انتظار کیا تھا اور اب جب اس نے تمام امیدیں چھوڑ دیں تھیں تو وہ یوں اچانک اس کے سامنے آ کھڑی ہوئی تھی اور اپنی غلطی کا اعتراف کررہی تھی۔ وہ جواباً خاموش رہا، کچھ کہنے کیلئے الفاظ نہیں مل رہے تھے۔

جب میں نے وہ تصویریں دیکھیں تو مجھے لگا جیسے تم نے میرا بھروسہ اور مان توڑ دیا، میں شدید دکھی تھی، مجھے تم پر بے حد غصہ تھا اور میں تم سے ہر تعلق کو ختم کرنے کے لئے تمہاری یونی ورسٹی چلی آئی۔“

وہ کہہ رہی تھی اور وہ سر جھکائے خاموشی سے سن رہا تھا۔

تم نے ان تصویروں کو جھٹلایا نہیں، اپنی صفائی میں بھی کچھ نہیں کہا اور اس بات نے مجھے مزید ہرٹ کیا تھا، مجھے یقین ہوگیا تھا کہ یہ سب کچھ سچ ہے اور تم اب تک مجھے دھوکہ دیتے آئے ہو، یہ جان کر میں اندر سے ٹوٹ چکی تھی اور پھر امی ابو کے ہاتھ تمہاری انگوٹھی واپس کردی۔“

وہ خاموش ہوئی تو اس نے پہلی بار اپنے لب کھولے اور بولا:

کیا میں پوچھ سکتا ہوں کہ اب تمہیں کیا چیز یہاں کھینچ کر لائی ہے؟“

اس سوال پر اس نے اپنی گہری نظریں اس کے چہرے پر ٹکاتے ہوئے کہا:

مجھے تمہاری سچائی کا یقین ہو گیا ہے جبریل! میں جان گئی ہوں کہ تم واقعی بدل چکے ہو، جب میں نے تمہاری وائرل ویڈیو دیکھی جس میں تم اپنی یونی ورسٹی میں کانسرٹ کے خلاف احتجاج کر رہے تھے تب سے میں سوچ میں پڑ گئی تھی کہ ایک شخص جو خود ناچ گانوں اور پارٹیوں میں جاتا ہو وہ کیوں اس کے خلاف احتجاج کرے گا؟ پھر میں نے روحان بن حیدر کا اکاؤنٹ فالو کیا اور دیکھا کہ تم لوگ مافیا کے خلاف کھڑے ہو رہے ہو اور تعلیمی نظام میں موجود کرپٹ لوگوں کو بے نقاب کرنے کی کوشش کر رہے ہو۔'' وہ سانس لینے کو رکی، پھر دوبارہ گویا ہوئی:

اس کے بعد میں نے نیوز میں دیکھا کہ تمہیں گولی لگ گئی ہے، میں بہت بے چین ہو گئی تھی اور تم سے ملنا چاہتی تھی، اس دن جب میں تم سے ملنے اسپتال آئی تو روحان بن حیدر کو دیکھا جو ٹی وی چینلز کو انٹرویو دے رہا تھا، میں حیران رہ گئی کہ تم دوستی میں کس قدر مخلص انسان ہو جس نے اپنی جان کی پرواہ نہ کی اور بغیر کچھ سوچے سمجھے گولی کے سامنے آ گیا، اس دن مجھے یقین ہو گیا کہ تم بدل چکے ہو اور میں غلط تھی، میں نے تمہیں صفائی کا کوئی موقع نہیں دیا تھا، آج اپنی اس غلطی کا اعتراف کرنے میں تمہارے پاس آئی ہوں، کیا تم مجھے معاف کر سکتے ہو؟''

ماہی کی بات سن کر وہ دھیمے سے مسکرا دیا اور دل ہی دل میں سوچنے لگا کہ اللہ تعالیٰ اپنے بندوں کو اکیلا نہیں چھوڑتا، جب وہ اللہ کے لئے اپنے تمام گناہوں کو چھوڑ کر واپس لوٹا تھا تو ایسا کیسے ہو سکتا تھا کہ وہ اس پر لگے داغ کو نہ دھوتا؟

مجھے بھی معاف کر دو کہ میں اتنے سال تم سے جھوٹ بولتا رہا، مجھے تم سے کوئی گلہ

نہیں ہے، تمہاری جگہ کوئی بھی ہوتا تو اسے اتنی ہی تکلیف ہوتی جتنی تمہیں ہوئی، میں نے اتنے غلط کام کئے تھے کہ صفائی دینا بھی چاہی تو دے نہیں سکا، لیکن اللہ کا کرم ہے کہ اس نے ہمارے دلوں کو دوبارہ صاف کر دیا۔‘‘

اس سب کے دوران وہ پہلی بار دل سے مسکرائی تھی،، یک دم کمرے کا دروازہ کھلا، فرزانہ بیگم اور اذلان صاحب اندر داخل ہوئے، وہ دونوں ماہی کو اپنے سامنے کھڑا دیکھ کر حیران رہ گئے۔

السلام علیکم آنٹی! السلام علیکم انکل!‘‘ اس نے آگے بڑھ کر ان دونوں کو سلام کیا:

سلام کا جواب دینے کے بعد انہوں نے جبریل کی طرف سوالیہ نگاہوں سے دیکھا جس نے دھیمی مسکراہٹ چہرے پر سجائے لاعلمی سے کندھے اچکا دیئے۔

☆☆☆☆☆

عشاء کی آذانوں کے وقت وہ اپنے اسلامک سینٹر سے واپس لوٹے تھے، کھانے کا وقت ہو چکا تھا، بھوک کی شدت سے انہیں اپنے پیٹ میں گرہیں بندھتی محسوس ہو رہی تھیں، کینٹین سے کھانے کی ٹرے اٹھا کر وہ دونوں کرسیاں گھسیٹ کر بیٹھ گئے اور بغیر کچھ سوچے کھانے پر ٹوٹ پڑے۔

آج کھانے میں ’’Baba Ghanoush‘‘ تھے، شامی نے بتایا تھا کہ یہ ایسٹرن ڈش ہے جو مڈل ایسٹ میں سبزی کے طور پر کھائی جاتی تھی، اسے کدوکش کئے ہوئے بینگن کو زیتون کے تیل میں ڈال کر دہی، لیموں اور لہسن کے ساتھ بھون کر بنایا جاتا تھا اس کے بعد اوپر سے تل اور کالی مرچوں کا چھڑکاؤ کیا جاتا تھا، اس کے ساتھ مزیدار گرم گرم نان تھے جس نے ذائقے کو کئی گنا بڑھا دیا تھا۔

استنبول کی خاص بات یہی تھی کہ یہاں بیک وقت مڈل ایسٹ اور یورپین کھانوں کا کلچر دیکھنے کو ملتا تھا، اب تک وہ نہ جانے کتنے ترکش کھانے کھا چکا تھا جن کے نام سمجھ آئیں یا نہ آئیں لیکن ذائقے کمال کے تھے۔

کیسا لگ رہا ہے میڈیٹیرئن ذائقہ؟'' شامی نے نوالہ بھرتے ہوئے پوچھا:

بہت مزیدار! لیکن جو بھی کہو مجھے امی جان کی بنائی مکس سبزی بہت یاد آ رہی ہے، ان کے کھانوں کا کوئی ثانی نہیں ہے۔''

یہ سن کر وہ بولا:

تمہیں ابھی سے ہوم سکنس شروع ہوگئی ہے، دو سال تک کیا کرو گے؟''

شامی کی بات پر وہ ہنس دیا، کھانا کھانے کے بعد وہ دونوں ترکش چائے لے کر وہیں بیٹھ گئے، آج ہوا کا دباؤ پچھلے کچھ دنوں کے مقابلے میں زیادہ تھا، پیڑ پودے سرسرا رہے تھے، موسم خوشگوار تھا اور رات کی چاندنی ہر سو پھیل چکی تھی، سامنے موجود باغ میں جھینگر کی آوازیں گونجتی محسوس ہو رہی تھی جو بڑی دلکش لگ رہی تھیں، ہوا کی خنکی کو سانس کے ذریعے اندر اتارتے ہوئے روحان نے چائے کا ایک سپ لیا اور دن بھر کی تھکن کو اتارنے لگا۔

وہ جب سے یہاں آیا تھا دودھ پتی بھول چکا تھا اور یہ چائے اس کی پسندیدہ بن چکی تھی، اس میں موجود دارچینی کی خوشبو اور ذائقہ اسے سب سے زیادہ مرغوب تھا جسے وہ محسوس کر کے پیتا تھا۔

آج کا سبق کتنا خوبصورت تھا نا!''

روحان کی بات پر شامی نے دھیرے سے سر ہلایا او آسمان کی طرف دیکھتے

ہوئے بولا:

یہ آیت میں نے بچپن میں اپنے استاد حسین اللہ سے سنی تھی، حسین اللہ ہمارے محلے کے قاری تھے، ان کی قرأت بے حد خوبصورت تھی، وہ تمام بچوں کو جمع کر کے قرآن پاک پڑھایا کرتے تھے، چونکہ ہم لوگ عرب ہیں اور عربی سمجھتے ہیں اسی وجہ سے ان کی پڑھائی آیات کا مطلب ہمیں سمجھ آتا تھا، یہ آیت وہ اکثر پڑھا کرتے اور کہتے تھے کہ ہم آج اسی وجہ سے اس حال کو پہنچے ہیں کیونکہ ہم نے اللہ تعالیٰ کے اس فرمان پر عمل نہیں کیا، ہم کمزور ہیں اسی لئے مغلوب کئے جارہے ہیں۔''

شامی کے لہجے میں گہرا دکھ چھپا تھا جو اس نے بھی محسوس کیا، وہ اس کے دردناک ماضی سے یکسر بے خبر تھا۔

☆☆☆☆☆

فیونا کو اس کی بہن کے حوالے کر کے وہ رات آٹھ بجے گھر لوٹے تھے، گریس گاڑی ڈرائیو کر کے اسے اپنے گھر لے آئی تھی، اس کی حالت ایسی نہیں تھی کہ اسے اکیلا چھوڑا جاتا، اس پورے عرصے میں وہ خاموش ہی رہا تھا، ان دونوں کے درمیان اب تک کسی بھی قسم کی بات چیت نہیں ہوسکی تھی، گریس اب اس کے لئے کافی پریشان تھی، وہ کچھ بول نہیں رہا تھا اور اپنے دکھ کو اندر ہی اندر دبانے کی کوشش کر رہا تھا جبکہ گریس چاہتی تھی کہ وہ بول کر اپنے غم کو ہلکا کر لے۔

اسے کاؤنٹر کے قریب رکھے اسٹول پر بیٹھنے کا کہہ کر وہ کچن میں چلی آئی، فریج سے بون لیس چکن نکالنے کے بعد اس نے فرائینگ پین میں آئیل چھڑکا، ایک کٹوری میں اسپائس اور سوسز ڈال کر چکن کا مکسچر تیار کرنے لگی، وہ جانتی تھی کہ اس نے صبح سے

کچھ نہیں کھایا ہوگا اور یقیناً اس وقت تک اسے شدید بھوک لگ رہی ہوگی۔

چکن کے ٹکڑوں کو پیسٹ میں ڈال کر مکس کرنے کے بعد وہ انہیں فرائی پین میں رکھنے لگی، اس کام سے فارغ ہونے کے بعد اب وہ بن نکال کر درمیان سے دو ٹکڑے کر رہی تھی، ساتھ ہی کافی میکر میں کافی ڈال کر بنانے رکھ دی۔

تھوڑی دیر بعد وہ ٹرے میں دو برگر اور کافی کے مگ رکھے اس کے پاس چلی آئی، جیف کاؤنٹر پر دونوں ہاتھوں میں سر دیے بیٹھا ہوا تھا، قریب پہنچ کر اس نے ٹرے اس کے سامنے رکھی اور اسے کندھے سے پکڑ کر ہلکا سا ہلایا، اس کے بدن میں جنبش پیدا ہوئی اور وہ ایک جھٹکے سے اٹھ بیٹھا۔

کھانا کھا لو، تم نے صبح سے کچھ نہیں کھایا ہے!'' نرمی سے کہتی ہوئی وہ اس کے قریب چیئر رکھ کر بیٹھ گئی، اس نے کھانے کو ہاتھ نہیں لگایا بس ٹکٹکی باندھے اسے دیکھتا رہا، چند لمحے یوں ہی گزر گئے، بالآخر گریس نے آگے بڑھ کر پلیٹ سے برگر اٹھایا اور اسے کھلانے لگی، اب کی بار اس نے بغیر کسی مزاحمت کے اس کے ہاتھوں سے کھانا شروع کر دیا۔

کھانے کے دوران بھی ان دونون کے درمیان کوئی مکالمہ نہیں ہوا، کافی کا مگ اس کی طرف بڑھاتے ہوئے بالآخر گریس بولی:

تم کب تک یوں ہی خاموش رہو گے؟ مجھے تمہاری فکر ہو رہی ہے، پلیز کچھ بولو، جو دل میں آرہا ہے مجھ سے شیئر کرو۔''

اس کے مسلسل اصرار کے بعد آخرکار اس کے لب ہلے، وہ بولا تو اس کا لہجہ بھاری ہو رہا تھا۔

میں شاکڈ ہوں گریس! میں سمجھ نہیں پا رہا ہوں کہ یہ سب کیا ہوا ہے اور کیوں ہوا ہے؟ مارتھا میری اچھی دوست تھی جسے میں نے اپنے مفاد کے لئے استعمال کیا لیکن میں نے کبھی اس کے لئے کچھ برا نہیں چاہا تھا، وہ اتنی کمزور لڑکی نہیں تھی کہ یوں خودکشی کرلیتی ،کل جب اس کا فون آیا تھا تو وہ بہت گھبرائی ہوئی تھی، مجھے نہیں لگتا کہ اس نے خودکشی کسی عام بات پر کی ہوگی یا کیا پتہ فیونا ٹھیک کہہ رہی ہو؟ کہیں اسے قتل تو نہیں کر دیا گیا؟''

اس کے پاس بہت سارے سوالات تھے جن کے جواب مارتھا کے ساتھ ہی قبر میں دفن ہو چکے تھے، یہ گھتی سلجھنے کے بجائے مزید الجھ گئی تھی۔

تم نے کہا تھا کہ کوئی اسے بلیک میل کر رہا ہے، کہیں ایسا تو نہیں کہ اس نے خوف سے خودکشی کر لی ہو؟''

گریس کچھ سوچتے ہوئے بولی:

یہی تو سوال ہے کہ آخر اسے کس چیز کا اتنا خوف تھا اور کیوں؟ اس نے ایسا کیا کیا تھا کہ اسے خودکشی کرنا پڑی؟ کیا اس کا تعلق مجھ سے یا میری کسی بات سے تو نہیں؟ کہیں اس کی خودکشی میں میری خودغرضی تو شامل نہیں؟ آخر میں نے بھی تو اسے اپنے مفاد کے لئے استعمال کیا تھا۔''

وہ گہرے صدمے سے بول رہا تھا، گریس نے آگے بڑھ کر اسے کندھے سے تھام لیا۔

جیف! تم خود کو کسی ایسی چیز کا قصوروار مت ٹھہراؤ جسے تم جانتے نہیں ہو، مارتھا کے اندر شروع سے چھپی چیزوں کو جاننے کا تجسس تھا، ہوسکتا ہے کہ یہ سب کچھ انہی

کاموں کا نتیجہ ہو؟ ہمیں تو نہیں معلوم کہ اس نے اور کن کن چیزوں میں ہاتھ ڈال رکھا تھا؟ تم کیوں خود کو مورد الزام ٹھہرا رہے ہو؟''

گریس کی بات پر وہ خاموش ہو گیا، اس کے پاس کوئی جواب نہیں تھا یا شاید سوال اتنے تھے کہ جواب ناکافی تھے!

مارتھا مجھے کچھ بتانا چاہتی تھی اور اب وہ نہیں رہی، اب ہمیں کسی طرح یہ پتہ لگانا ہوگا کہ وہ مجھے کیا بتانا چاہتی تھی؟''

اور یہ کیسے پتہ چلے گا کہ وہ ہمیں کیا بتانا چاہتی تھی؟'' گریس کے اس سوال پر یک دم اس کے ذہن میں ڈائری اور موبائل فون کا خیال آیا۔

گریس! میری گاڑی میں مارتھا کی ڈائری اور فون رکھا ہے، میں وہ لے کر آتا ہوں۔'' یہ کہہ کر وہ تیزی سے دروازے کی طرف بڑھا اور باہر نکل گیا، پورچ میں اس کی گاڑی پارک تھی جسے گریس چلا کر لائی تھی، آگے بڑھ کر اس نے بیک سیٹ کا دروازہ کھولا اور مارتھا کی چیزیں اٹھا کر واپس لوٹا۔

تم نے اس کا موبائل فون چھپا لیا تھا؟'' وہ حیرت سے جیف کو دیکھ رہی تھی!

ہاں! کیونکہ مجھے سچائی کا پتہ لگانا تھا اور یقیناً اس کے فون سے ہمیں کافی کچھ معلوم ہو سکتا ہے، کم از کم لاسٹ کالز کا ریکارڈ چیک کیا جا سکتا ہے۔''

جیف کی سمجھداری پر اسے فخر ہوا، واقعی وہ ایک بہترین جاسوس تھا اور شاید وہ اسی فیلڈ کے لئے بنا تھا۔

وہ اب فون آن کرنے لگا، گریس نے اس کے ہاتھ سے مارتھا کی ڈائری لے لی اور ایک نظر اس پر ڈالنے لگی۔

فون آن کرنے کے بعد اس نے پچھلے دو ہفتوں کا کال ریکارڈ چیک کیا، وہاں آخری چند کالز میں جیف کا نمبر، اس کے باس کا رنز کا نمبر، اس کی اسسٹنٹ کا نمبر اور فیونا کا نمبر موجود تھا، یہ وہ لوگ تھے جن سے اس نے پچھلے پندرہ دنوں میں بمشکل دس منٹ بات کی تھی۔

وہ ان کمنگ کالز کو مزید غور سے دیکھنے لگا، یک دم اسے ایک ”Unknown نمبر کھائی دیا، پہلے وہ اسے سم کی طرف سے کی جانے والی ایڈورٹائز منٹ کال سمجھ رہا تھا لیکن یہ ”Anonymous“ نمبر تھا جس سے پچھلے پندرہ دنوں میں سات سے آٹھ بار کال آئی تھی، تین مرتبہ یہ کال پک بھی کی گئی تھی اور بات کرنے کا دورانیہ پانچ منٹ سے زیادہ تھا، آخر یہ کس کا نمبر ہوسکتا ہے اور یہ کون تھا؟

کیا ہوا سب خیریت؟“ اس نے جیف کے بدلتے تاثرات کو بغور دیکھتے ہوئے پوچھا:

یہ دیکھو! اس نمبر سے پچھلے پندرہ دنوں میں آٹھ بار رابطہ کیا گیا ہے لیکن یہ ”Untraceable“ نمبرز ہوتے ہیں جو صرف ایجنٹس، جاسوس، کرمنلز اور گورنمنٹ آفیشلز کے پاس ہوتے ہیں، آخر یہ شخص کون ہے جو مارتھا سے پچھلے کئی دنوں سے رابطہ کر رہا تھا؟“

گریس نے اس کے ہاتھ سے موبائل فون لیا اور کال لاگ کو مزید کھنگالنے لگی، یک دم وہ حیرت سے بولی:

یہ دیکھو جیف! ایک مہینہ پہلے بھی اس نمبر سے کال آئی تھی اور پندرہ منٹ بات ہوئی تھی۔

وہ دونوں اب گہری سوچ میں پڑ گئے، اس سے پہلے کہ وہ کسی نتیجے پر پہنچتے، یک دم مارتھا کا موبائل فون بج اٹھا، رنگ ٹون کی آواز پر وہ بری طرح چونکے، کال اسی ''Anonymous'' نمبر سے آرہی تھی، گریس نے جیف کی طرف سوالیہ نگاہوں سے دیکھا!

نہیں! ابھی ہم کال نہیں اٹھائیں گے، کیونکہ اگر وہ محتاط ہو گیا تو آئندہ اس نمبر پر کال نہیں کرے گا اور ہم اسے کبھی بھی ٹریس نہیں کر سکیں گے۔''

لیکن یہ کالز تو ویسے بھی ٹریس نہیں ہو سکتی ہیں، تم کیسے اس شخص تک پہنچو گے؟''
گریس نے ناسمجھی سے اس کی طرف دیکھتے ہوئے پوچھا:

میرے پاس ایک راستہ موجود ہے۔''

☆☆☆☆☆

رات کو اپنے کمرے میں لوٹنے کے بعد اسے جبریل کا خیال آیا، آج وہ ڈسچارج ہونے والا تھا، یہ سوچ کر اس نے سائیڈ ٹیبل کے دراز سے اپنا موبائل فون نکالا اور کال ملا دی، پانچویں بیل پر کال اٹھالی گئی، دوسری طرف سے جبریل کی خوش باش آواز گونجی:

کیسے ہو میرے دوست!''

میں تو الحمدللہ ٹھیک ہوں! تم اپنی خیریت سناؤ، آج ڈسچارج کر دیا تھا؟ درد تو نہیں ہو رہا زیادہ؟''

ایک ہی سانس میں اتنے سوال پوچھنے پر جبریل مسکرا دیا:

حوصلہ رکھو میری جان! اتنی فکر صحت کے لئے اچھی نہیں ہوتی!''

کیا بات ہے؟ آج تو کچھ زیادہ نہیں چہک رہا؟'' اس نے جبریل کے لہجے میں

غیر معمولی خوشی کو محسوس کرتے ہوئے پوچھا:

بس آج تیرے بھائی کی لاٹری نکل آئی ہے، اسی وجہ سے خوش ہوں۔'' وہ معنی خیز انداز میں بولا:

کیسی لاٹری؟ کہیں اسپتال کے بستر کے نیچے کوئی پیسوں کی پوٹلی تو نہیں رکھی تھی جو تجھے جاتے جاتے مل گئی ہے؟'' روحان کی بات پر وہ قہقہہ لگا کر ہنس دیا:

ایسا ہی سمجھو، بالکل ایسا ہی ہے، یہ گولی جو تیرے بھائی نے کھائی تھی اس کی بدولت آج اسپتال سے جاتے جاتے مجھے لاٹری مل گئی ہے۔''

جبریل کی بات وہ ابھی تک سمجھ نہیں پا رہا تھا''پہیلیاں مت بجھواؤ، صاف صاف بتاؤ کیا ہوا ہے؟''

بتادوں؟'' اس نے تجسس کو مزید بڑھاتے ہوئے پوچھا، اب کی بار روحان چڑ کر بولا:

مجھ سے انتظار نہیں ہو رہا ہے یار! بتاؤ تو سہی کہ ہوا کیا ہے؟''

''میری اور ماہی کی بات پکی ہو گئی ہے اور اگلے ہفتے ہمارا نکاح ہے۔''

وہ اس ہاسٹل کے دسویں فلور پر موجود حیرت کا بت بنا کھڑا تھا، اگر یہ مذاق تھا تو دنیا کا بھونڈا ترین مذاق تھا اور اگر یہ سچ تھا تو اسے اس معجزے پر یقین نہیں آ رہا تھا۔

تم سچ کہہ رہے ہو جبریل؟ آخر یہ سب کچھ کیسے ہوا؟؟ وہ خوشی اور حیرت کے ملے جلے جذبات کے ساتھ بمشکل بول پایا:

بالکل سچ کہہ رہا ہوں میرے دوست! اللہ تعالیٰ نے میری زندگی میں راتوں رات یہ معجزہ کیا ہے اور میں اس کے اس احسان کا شکر بھی ادا نہیں کر سکتا ہوں۔''

جبریل کی بات پر یقین کرنا اس کے لئے انتہائی مشکل تھا۔

مجھے شروع سے بتا ہوا کیا ہے؟ اس کا دل کیسے بدل گیا؟ اسے تمہاری سچائی کا یقین کیسے آیا؟ میں نے تم سے کہا تھا اسے صفائی دے دو، وہ مان جائے گی؟ انکل آنٹی گئے تھے یا تم؟''

ایک بار پھر اس نے ایک ہی سانس میں کئی سوال کر ڈالے۔

کسی نے کوئی صفائی نہیں دی، نہ میں گیا تھا نہ ہی امی ابو گئے تھے۔''

اس بات پر وہ کچھ مزید الجھ گیا!'' پھر؟ کیا کہیں تم نے خواب تو نہیں دیکھا ہے؟ اور تم میرے ساتھ اپنا خواب ذکر کر رہے ہو نا؟''

اس بات پر وہ اپنی ہنسی نہیں روک سکا، اسے اب مزید پریشان کرنے کے بجائے جبریل نے اول سے آخر تک تمام کہانی گوش گزار کر دی، روحان یہ سب سن کر نہ صرف خوش ہوا بلکہ اللہ کی قدرت پر حیران بھی!

میں نے تم سے کہا تھا نا، صفائی دوں گا تو مزید میلا ہوں گا اور اگر صفائی دے کر میں یہ رشتہ دوبارہ جوڑ بھی لیتا تو آئینے میں ہمیشہ بال کی گنجائش رہتی، حالات کا تقاضہ یہی تھا کہ میں اللہ پر سب کچھ چھوڑ دیتا، آج وہ اپنے تمام شکوک وشبہات خود ختم کر کے لوٹی ہے، اب ہمارا رشتہ پہلے سے زیادہ مضبوط ہو گیا ہے اور اسے میری سچائی کا یقین بھی آ گیا ہے۔''

جبریل کی اس بات پر اس کے پاس کہنے کو کچھ نہیں تھا، وہ سو فیصد درست کہہ رہا تھا، بروقت سمجھداری کا فیصلہ کر کے جو اس نے صبر سے کام لیا تھا اللہ تعالیٰ نے اس کا پھل اسے عطا کر دیا تھا۔

تمہیں یاد ہے تم نے مجھ سے ایک سوال پوچھا تھا؟ کہ اللہ تعالیٰ جسے معاف کردیتے ہیں اس کے گناہ دنیا کے سامنے نہیں لاتے؟ تب میں نے تم سے کہا تھا کہ شاید اللہ نے مجھے معاف ہی نہیں کیا، شاید اسی لئے ماہی کے سامنے میرے تمام سیاہ کارنامے آگئے ہیں!''

ہاں بالکل یاد ہے!'' جبریل کی بات پر اس نے آہستگی سے سر ہلایا۔

اس کا جواب آج مجھے ملا ہے، بظاہر ہمیں لگ رہا ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے شاید ہمیں معاف نہیں کیا اسی لئے ہمارے گناہ دنیا کے سامنے آگئے ہیں لیکن اس میں بھی اللہ کی بہت بڑی حکمتیں پوشیدہ ہوتی ہیں، وہ کبھی بھی اپنی طرف لوٹنے والوں کو رسوا نہیں کرتا!''

آہستگی سے چلتے ہوئے وہ کھڑکی کی چوکھٹ کے سامنے کھڑا ہوگیا اور چاند کی طرف دیکھتے ہوئے بولا:

ماہی کے سامنے اس وقت حقیقت کا آجانا میری آزمائش تھی کہ کیا میں اپنی بات پر قائم رہتا ہوں؟ اور جب میں نے اس پر صبر کیا تو اللہ نے مجھے خود ہی ماہی کی نظر میں بے گناہ بنادیا، ایک نہ ایک دن یہ باتیں اسے معلوم ہونا ہی تھیں لیکن شاید اس وقت ہمارا رشتہ بچ نہ پاتا اور اب نہ صرف ہم ایک ہونے جارہے ہیں بلکہ ہمارے درمیان کوئی راز اور کوئی جھوٹ بھی نہیں ہے۔''

بالکنی میں کھڑے چودھویں کے اس چمکتے چاند کو دیکھتے ہوئے وہ جبریل کی بات پر مسکرادیا، وہ دونوں اس وقت ایک ہی چاند کو دیکھ رہے تھے، فرق یہ تھا کہ اسے اس چاند میں جبریل کا چہرہ اور جبریل کو اس چاند میں ماہی کا چہرہ دکھائی دے رہا تھا۔

تم نے بالکل درست کہا دوست! اللہ اپنی طرف بڑھنے والے قدموں کو رسوا نہیں کرتا بلکہ انہیں تو خاص کرم سے نوازتا ہے، جس کے بعد وہ اللہ کے لئے خالص ہو جاتے ہیں، اس سفر میں ہر انسان کی ایک آزمائش ہوتی ہے اور جو اس میں پاس ہو جاتا ہے وہ سرخرو ٹھہرتا ہے، بظاہر نظر آنے والے کانٹے بھی آزمائش کے بعد گلاب کے پھول بن جاتے ہیں۔''

جبریل سے بات کرنے کے بعد وہ بہت خوش اور مطمئن تھا، بالآخر اتنی قربانیوں اور انتظار کے بعد اسے اس کی محبت ملنے جارہی تھی، وہ کمرے میں لوٹا تو شامی بتیاں بند کر کے سونے کے لئے لیٹ چکا تھا، وہ آہستگی سے چلتے ہوئے اپنے بستر کے قریب آ گیا اور تہجد کے لئے الارم لگانے کے بعد رضائی اوڑھ کر لیٹ گیا۔

☆☆☆☆☆

صبح کے آٹھ بج رہے تھے اور وہ چاروں اس وقت اپنے آفس میں جمع تھے، کل والے واقعے کے بعد اب جا کر ان کے درمیان اس موضوع پر کوئی بات چیت ہوئی تھی۔

کیا تم اسے ٹریس کرنے میں ہماری مدد کر سکتے ہو؟''

کوشش کی جا سکتی ہے لیکن یہ بہت مشکل کام ہے، غلطی کی گنجائش کافی کم ہو گی۔''

مائیک مارتھا کے فون کو ٹٹولتے ہوئے بولا:

تم نے یہ اس کے کمرے سے اٹھایا ہے؟'' آرتھر نے نزدیک آتے ہوئے پوچھا:

ہاں! جس وقت پولیس وہاں نہیں پہنچی تھی میں نے اسے اپنے پاس رکھ لیا تھا،

مارتھا مجھے کچھ بتانا چاہتی تھی اور اب ہمیں کسی طرح اس بات کا پتہ لگانا ہوگا، اگر کوئی مارتھا کو بلیک میل کرر ہا تھا تو یقینا بہت جلد وہ ہم تک بھی پہنچنے والا ہے۔''

آرتھر کے چہرے پر ہلکا سا خوف نمودار ہوا! ''اگر وہ ہم تک پہنچ گیا تو ہم سب مارے جائیں گے جیف!''

تم فکر مت کرو، اس سے پہلے ہی میں اس شخص کا حسب نسب نکلوالوں گا۔'' جیف کی بات پر اسے کچھ تسلی ہوئی۔

ویسے تو''Anonymous'' کالز کو ٹریس کرنا عام آدمی کے لئے ممکن نہیں، لیکن ہم ''Sting rays'' کا استعمال کرکے ایک مصنوعی (فیک) ٹاور بنا سکتے ہیں جس کے ذریعے اس کال کے سگنلز کا پیرامیٹر نکالا جا سکتا ہے،اس پیرامیٹر سے ہمیں یہ معلوم ہوجائے گا کہ یہ سگنلز کہاں سے ہوتے ہوئے آرہے ہیں؟ جس کے بعد ہم یہ ڈیٹا ڈارک ویب پر اس ملک کے ہیکر کو دیں گے جو ہمیں باقی کی تفصیلات نکال کر دے سکتا ہے، یہ کام میرے لئے اتنا مشکل نہیں ہے کیونکہ میں ایف بی آئی میں اپنے ساتھیوں کے ساتھ یہ کر چکا ہوں،ہم نے ڈارک ویب پر بھاری رقم لے کر کئی ایسی کالز کو ٹریس بھی کیا ہے۔''

مائیک کی بات سن کر اسے کچھ اطمینان ہوا، جیسا وہ سوچ رہا تھا یہ سب کچھ ویسے ہی ہونا تھا۔

شاباش میرے دوست! ہمیں یہ کام آج ہی کرنا ہوگا کیونکہ مجھے یقین ہے کہ وہ جاسوس دوبارہ رابطہ ضرور کرے گا۔''

جیف کی بات پر اس نے اپنا سر ہلا دیا اور کمپیوٹر کے سامنے بیٹھ گیا۔

☆☆☆☆☆

رات کا نہ جانے کون سا پہر تھا جب اس کی آنکھ کھلی، سامنے لگی ڈیجیٹل کلاک میں وقت دیکھا تو رات کے سوا تین بج رہے تھے، تہجد کا خیال آتے ہی وہ بستر سے نیچے اترا، احتیاط سے چپل پہنتے ہوئے وضو کی نیت سے باتھ روم کی طرف بڑھنے لگا، یک دم اسے محسوس ہوا جیسے شامی آج بھی اپنے بستر پر موجود نہیں ہے، قریب جا کر اس نے لیمپ کی روشنی جلائی، رضائی بستر پر ڈلی ہوئی تھی لیکن وہ اندر موجود نہیں تھا، کسی خیال کے تحت وہ دروازے کی طرف بڑھا، ہینڈل گھما کر اس نے کمرے کا دروازہ کھولا اور راہداری میں جھانک کر دیکھا، پیلی بتی کی روشنی میں اسے دور دور تک کوئی دکھائی نہیں دیا، وہ آہستگی سے چلتے ہوئے زینوں کے قریب آیا اور نیچے کی طرف جھانکا، سیکیوریٹی گارڈ کرسی پر بیٹھا ہوا تھا لیکن دور دور تک اسے کوئی اور دکھائی نہیں دے رہا تھا، کچھ سوچتے ہوئے وہ دوبارہ اپنے کمرے میں واپس آ گیا، نہ جانے وہ روز اپنے بھائی سے بات کرنے اس وقت کیوں جاتا تھا؟

☆☆☆☆☆

آج مطالعے کا پیریڈ تھا جو تین گھنٹوں پر مشتمل تھا، اس دوران انہوں نے ایک موضوع کے اوپر مختلف کتابوں اور آرٹیکلز کی مدد سے ریسرچ کرنا تھی، یہ موضوع انہیں عبداللہ اتالار نے دیا تھا جو اسی آیت کے متعلق تھا:

وہ قلم اور کاغذ لئے کئی کتابوں کے گرد بیٹھا ہوا تھا، کورے کاغذ پر اس کے ہاتھ تیزی سے چل رہے تھے، شامی اس کے سامنے کرسی پر براجمان ایک کتاب

Islam and the Economic Challenge

by M. Umer Chapra

کا مطالعہ کر رہا تھا، محمد عمر کا شمار دنیا کے پچاس نامور اسلامک اکانومسٹ میں ہوتا تھا، جنھوں نے اس فیلڈ میں اپنی جان مار کے مسلمانوں کے لئے ایک سسٹم پیش کیا تھا، انہوں نے اپنی زندگی کا ایک بڑا حصہ جدہ کے ریسرچ سینٹر میں گزارا جہاں وہ اسی موضوع کے اوپر کام کرتے رہے۔

تم نے آرٹیکل مکمل کرلیا؟'' شامی نے کتاب کا صفحہ پلٹتے ہوئے اس سے پوچھا جو قلم کا ڈھکن لگاتے ہوئے کاغذ پر ایک آخری نگاہ ڈال رہا تھا۔

ہاں، سننا چاہو گے؟'' اس کی بات پر شامی نے سر ہلا دیا۔

''میری نظر میں طاقت کے حصول کے لئے باہمی تعلقات کی بہت اہمیت ہے، کیونکہ جب ہمارے درمیان مضبوط معاشی، معاشرتی اور مذہبی تعلقات قائم ہوں گے تو ایک کمیونٹی بنے گی، اس کمیونٹی کی بدولت ہمارے پاس انویسٹرز، بزنس مینز، اسلامک اسکالرز، طلباء اور مختلف شعبوں سے تعلق رکھنے والے لوگ اکھٹے ہوں گے جو مل کر مسلم امت کو پروان چڑھانے میں اپنا کردار ادا کریں گے، یوں یہ معاشرہ مضبوط ہوتا جائے گا اور ہم اللہ تعالیٰ کے حکم کے مطابق ''Building power'' میں کامیاب ہوسکیں گے، یہی مقصد اس اسلامک سینٹر میں آنے کے بعد ہمارا ہے جسے ہم اگلے دو سال میں حاصل کرنا چاہتے ہیں''۔

روحان نے اس کے علاوہ بھی کافی کچھ لکھا تھا جسے سن کر شامی کافی حیران ہوا۔

تم بہترین لکھاری بن سکتے ہو، زبردست آرٹیکل لکھا ہے، مجھے یقین ہے کہ استاد عبداللہ کو یہ بہت پسند آئے گا۔'' شامی کے سراہنے پر اسے کافی حوصلہ ملا۔

اچھا سنو! کل جمعے کی چھٹی ہے تو کیا تم میرے ساتھ استنبول کی سیر کو چلو گے؟''

شامی کی پیشکش اسے بہت پسند آئی اور اس نے کل نمازِ جمعہ کے بعد اس کے ساتھ چلنے کی ہامی بھر لی، وہ جب سے استنبول آیا تھا، پڑھائی کے علاوہ کسی چیز کے لئے وقت ہی نہیں ملا تھا، سو اس نے بھی کل کی چھٹی سے فائدہ اٹھانے کا سوچا۔

☆☆☆☆☆

رات کے آٹھ بج رہے تھے جب مائیک اور گریس اس کے گھر پر موجود تھے، مائیک کی مدد سے انہوں نے ایک ایسی ڈیوائس سیٹ کر لی تھی جس کے ذریعے وہ اس کال کے سگنلز کو ٹریس کر سکتے تھے تاکہ یہ معلوم کیا جا سکے کہ یہ کال کہاں کہاں سے ہوتے ہوئے آ رہی ہے؟ یہ ڈیوائس امریکہ کی ڈیفنس اینڈ ٹیکنالوجیکل کمپنی ''حیرٹ کارپوریشن'' نے بنائی تھی جو خصوصی طور پر ملٹری اور انٹیلی جنس ڈپارٹمنٹ کے لئے کام کرتی تھی، چونکہ وہ لوگ امریکی دفاعی ایجنسیوں سے منسلک تھے اس وجہ سے ان کے لئے یہ ڈیوائس حاصل کرنا مشکل کام نہیں تھا، البتہ عام شہریوں تک اس کی رسائی ممکن نہیں تھی، یہ ڈیوائس سگنلز کا کھوج لگا کر اس کی اصل جگہ کو تلاش کرنے کے حوالے سے کافی مفید تھی جسے عمومی طور پر جاسوسوں کو پکڑنے کے لئے بھی استعمال کیا جاتا تھا، پھر ان سگنلز کی مدد سے اس سم کو استعمال کرنے والے کی شناخت معلوم کروائی جا سکتی تھی، یہ کام اتنا آسان نہیں تھا لیکن ڈارک ویب پر موجود ہیکرز اور ٹریسنگ ایکسپرٹس کی مدد سے کیا جا سکتا تھا، جال تیار تھا، اب انہیں اس جاسوس کے فون کا انتظار تھا جس کے بارے میں جیف کو یقین تھا کہ وہ لازمی رابطہ کرے گا۔

انہیں انتظار کرتے کرتے رات کے دس بج چکے تھے لیکن اب تک کوئی کال موصول نہیں ہوئی تھی، بالآخر مائیک نے اٹھتے ہوئے کہا:

ہم کل دوبارہ کوشش کریں گے، ہوسکتا ہے کہ وہ محتاط ہو گیا ہو اور کچھ دن رک کر رابطہ کرے؟''

لیکن وہ محتاط کیسے ہوسکتا ہے جبکہ ہم نے فون بھی نہیں اٹھایا تھا!'' جیف اب بھی مطمئن نہ تھا۔

کیا معلوم اسے مارتھا کی موت کی خبر مل چکی ہو اور وہ اب اس نمبر پر رابطہ ہی نہ کرے؟'' گریس نے کچھ سوچتے ہوئے کہا جس پر وہ دونوں کافی مایوس دکھائی دینے لگے

اگر ایسا ہے تو ہم اسے کبھی نہیں پکڑ سکیں گے۔'' مائیک کی بات پر اس کا دل بجھ سا گیا، وہ ہر صورت یہ جاننا چاہتا تھا کہ مارتھا نے خودکشی کیوں کی؟ آخر ایسا بھی کیا ہو گیا تھا اس کی زندگی میں کہ وہ اسے بتانے کا بھی رسک نہیں لے سکی اور خودکشی کر لی؟

چلو میں چلتا ہوں، تم دونوں اپنا خیال رکھنا، کل ملتے ہیں پھر!'' مائیک اپنا سامان اٹھا کر بیگ میں ڈالتے ہوئے بولا:

میں بھی چلتی ہوں، کافی رات ہو گئی ہے، تم پریشان نہ ہو جیف! اگر یہ راستہ بند بھی ہو گیا تو دوسرا کھل جائے گا، آخر اس خدا نے ہمیں یہاں تک بھی تو پہنچایا ہے، آگے بھی یسوح ہماری رہنمائی کریں گے۔'' گریس کی بات پر بے اختیار اس نے اپنی دائیں ہاتھ کی انگلی گلے میں لٹکے اس صلیبی پینڈنٹ کے اوپر پھیری۔

یک دم مارتھا کا فون بج اٹھا، رنگ ٹون کی آواز سن کر وہ تینوں کرنٹ کھا کر پلٹے اور تیزی سے فون کی طرف لپکے۔

مائیک تمہارے پاس دو منٹ ہیں، میں کال اٹھا رہا ہوں۔''

اوکے باس!'' اس نے تیزی سے بیگ کندھے سے اتارا اور کاؤنٹر کے قریب

آ کر کھڑا ہو گیا، جیف نے آگے بڑھ کر فون اٹھالیا۔

سگنلز ٹرانسفر ہونے لگے، دوسری طرف سے ہیلو نہیں کہا گیا بلکہ مارتھا کے بولنے کا انتظار کیا گیا، وہ بھی خاموش رہا تا کہ اس جاسوس کو ان پر شک نہ ہو، تیس سیکنڈز بعد کال کٹ گئی، شاید اسے احساس ہو گیا تھا کہ دوسری طرف کوئی اور ہے۔

کام ہو گیا ہے، میں اس ڈیٹا کو ڈاؤن لونڈ کر کے کل تمہیں اپ ڈیٹ کرتا ہوں۔'' مائیک نے انگوٹھا دکھا کر کہا اور گھر واپس جانے کے لئے اٹھ کھڑا ہوا۔

اب تو خوش ہو نا تم ؟'' گریس اس کے قریب آتے ہوئے دھیمی مسکراہٹ کے ساتھ بولی: جواباً اس نے گریس کی آنکھوں میں جھانکتے ہوئے کہا:

بہت......! منزل اب بے حد قریب ہے۔''

☆☆☆☆☆

جمعے کی نماز کے بعد وہ استنبول کی لائن 62 بس میں ''Palace Yildiz '' کے لئے نکل کھڑے ہوئے، Yildiz ترکی کا لفظ ہے جس کے معنی ''ستارہ'' ہیں، یہ محل سلطان عبدالحمید کی رہائش گاہ تھا، سلطان عبدالحمید خلافتِ عثمانیہ کے وہ آخری قابلِ ذکر سلطان تھے جنہوں نے سلطنت کو جوڑے رکھنے کی بھرپور کوشش کی، ان کا دورِ حکومت 1889ء سے .1909ء تک رہا، یہ وہ وقت تھا جب سلطنت اپنی آخری سانسوں پر تھی، ان کی وفات کے کچھ عرصے بعد ہی سلطان عبدالمجید کے دور میں تین مارچ 1924ء کو نیشنل اسمبلی آف ترکی نے سلطنتِ عثمانیہ کے اختتام کا اعلان کر دیا۔ اس وقت سے ''Yildiz'' محل سیاحت کی نظر ہو چکا تھا جنہیں خلفاء کی رہائش گاہ کے طور پر دیکھنے کے لئے لوگ دور دور سے آتے تھے۔

وہ بس کے ذریعے استنبول میں موجود ضلع ''Besiktas'' تک پہنچے جہاں یہ محل واقع تھا، یہ جگہ استنبول سے پندرہ منٹ کے فاصلے پر'' Bosphorus '' (بوسفورس) کے قریب تھی، بوسفورس بلیک سی کو مرمرا کے سمندر سے ملانے کا ذریعہ بنتی تھی، یہ سمندر ایشیاء اور یورپ کے درمیان ایک بارڈر کا کردار ادا کر رہے ہیں، اسی وجہ سے استنبول میں یورپی اور ایشیائی کلچر کا امتزاج دکھائی دیتا ہے اور اسے دونوں کا حصہ سمجھا جاتا ہے۔

وہ پہلی بار اسلامک سینٹر سے باہر نکلا تھا، بوسفورس کے بارے میں اس نے لاتعداد بار سن رکھا تھا لیکن یہ جگہ اس کے ذہن میں بنے خاکے سے بھی زیادہ حسین تھی۔سمندر کے کنارے پر بنے یہ گھر اور شاہراہیں کسی جادوئی کہانی کا حصہ معلوم ہو رہی تھیں، اسے سفید رنگ کے سارس کی طرح کے آبی پرندے فضا میں اڑتے بہت دلکش لگ رہے تھے، ان کی بس بوسفورس پر رکی نہیں بلکہ اس کے قریب موجود ضلع ''Besiktas'' کی طرف بڑھ گئی جہاں سلطان کا محل واقع تھا۔

شامی اب اسے اس جگہ کے بارے میں بتا رہا تھا:

''Besiktas'' استنبول کا یورپین حصہ کہلاتا ہے، یہ بوسفورس کے بالکل نزدیک واقع ایک خوبصورت علاقہ تھا، پہلے یہ ایک غیر تعمیر شدہ گاؤں تھا جو استنبول کا حصہ شمار نہیں ہوتا تھا لیکن اس کے محل وقوع اور سمندر کے نزدیک ہونے کی بدولت یہ سلطنت عثمانیہ کے دور حکومت سے ہی اہمیت کا حامل رہا، اسی وجہ سے انہوں نے اس جگہ کو تعمیر کر کے استنبول کا حصہ بنا دیا،''Beskitas'' کے معنی ہیں پانچ پتھر، اسے ''Radle rock'' یعنی جھولا پتھر بھی کہتے ہیں۔''

وہ اپنی گردن چاروں طرف گھمائے اس جگہ کو دیکھتے ہوئے شامی کی بات سن رہا تھا، بالآخر وہ ''Yildiz'' محل پہنچ گئے، بس رک چکی تھی، وہ دونوں اترے اور ایک دوسرے کا ہاتھ تھامے محل کے قریب آ گئے، انٹری کروانے کے بعد وہ اس محل کے اندر داخل ہوئے، ان کے ساتھ کچھ اور سیاح اور ایک گائیڈ بھی موجود تھا جو انہیں یہاں کے اسٹرکچر کے بارے میں بتا رہا تھا:

''یہ جگہ پہلے قدرتی جنگلات سے بھری ہوئی تھی جہاں ترک خلیفہ شکار کیا کرتے تھے، پہلی بار اس جگہ محل تعمیر کروانے کا کام سلطان سلیم نے 1789ء کے قریب شروع کیا، پھر سلطان عبدلعزیز نے 1861ء میں یہاں مزید تعمیرات کروائیں، اپنے دورِ خلافت میں انہوں نے شہر کی بڑی عدالت کو یہاں شفٹ کر دیا، انہوں نے اٹلی کے ایک مشہور آرکیٹیکٹ ''Raimondo D'Aronco'' کو یہاں مزید عمارتوں کا اسٹرکچر بنانے کا حکم دیا، یہاں تعمیرات ہوتی رہیں اور اسے تین حصوں میں تقسیم کر دیا گیا، پہلے حصے میں حکومت کے تمام اعلیٰ عہدے دار، فوجی افسران، ایڈمنسٹریشن، فارمیسی، لائبریری اور سلطان کا آفس وغیرہ موجود تھا، دوسرے حصے میں ترک سلطان اپنے خاندان کے ساتھ رہتے تھے جو ان کی ذاتی رہائش گاہ تھی، تیسرا حصہ باغات اور فیکٹروں پر مشتمل تھا، جنہیں اب ''Yildiz Park'' کہا جاتا ہے اور یہ جگہ بھی سیاحوں کے لئے مخصوص کر دی گئی ہے، یہ پوری جگہ پچاس ہزار اسکوائر میٹر رقبے پر پھیل گئی تھی جسے سلطنت کی اہم جگہ تصور کیا جاتا تھا، جیسے امریکہ کا پینٹاگون! ان افسران کے گھروں اور دفتروں کی جگہ اب ''Armory'' میوزیم قائم ہو چکا ہے جہاں ہتھیاروں کی ایک بڑی کلیکشن موجود ہے، یہ سب ہمارے

بزرگوں کی یادگار ہیں جنہوں نے بڑی بڑی سلطنتوں پر حکمرانی کیں، جسے دیکھ کر ہمارے اندر یہ جذبہ دوبارہ بیدار ہونا چاہیئے کہ ہم ایک بار پھر اس سلطنت کو قائم کرسکیں''۔

وہ فخر سے اس جگہ کو دیکھ رہا تھا، جس وقت وہ ''Armory'' میوزیم پہنچے اس وقت غیر محسوس طریقے سے شامی ان کے درمیان سے غائب ہو چکا تھا، وہ سیاحوں کے ساتھ آگے بڑھ کر ایک ایک ہتھیار کو شیشے کے اندر سے دیکھنے لگا جسے دیکھ کر اس کے ذہن میں ایک بار پھر وہ آیت گھومنے لگی:

اے مسلمانو! ان کے مقابلے کے لئے تم سے جس قدر ہو سکے (ہتھیاروں اور آلات جنگ کی) قوت مہیا رکھو اور بندھے ہوئے گھوڑوں کی (کھیپ بھی)، اس (دفاعی تیاری) سے تم اللہ کے دشمن اور اپنے دشمن کو (اپنے اوپر حملہ آور ہونے سے) ڈراتے رہو اور ان کے سوا دوسروں کو بھی (جن کی چھپی دشمنی) کو تم نہیں جانتے''۔

یہی وہ خواب تھا جسے وہ پہلے دن سے دیکھتا آیا تھا، اس کے ذہن میں جبریل سے کہی گئیں باتیں گونجنے لگیں:

میری خواہش ہے کہ سلطنت عثمانیہ ایک بار پھر ترکی سے جنم لے اور خلافت پوری دنیا میں دوبارہ قائم ہو جائے۔''

اس عزم کو اس نے اپنے دل میں مزید پختہ کرلیا، وہ اپنی باقی زندگی مسلمانوں کے اس اقتدار کو دوبارہ حاصل کرنے کے لئے وقف کر دینا چاہتا تھا اور اللہ تعالیٰ کے اس حکم کو دوبارہ قائم کرنا چاہتا تھا جس کے لئے سب سے پہلی جنگ اسے مسلمانوں کے درمیان موجود منافقین سے لڑنا تھی، کیونکہ جس دن مسلمان اندر سے مضبوط ہو گئے

اس دن باہر کے دشمنوں سے جیتنے سے کوئی بھی طاقت انہیں نہیں روک سکے گی۔

☆☆☆☆☆

عصر کی نماز کا وقت قریب تھا، یک دم اسے احساس ہوا جیسے شامی کافی دیر سے ان کے درمیان نہیں ہے، کسی خیال کے تحت اس نے چاروں طرف اپنی گردن گھما کر دیکھا، وہ اسے دور دور تک دکھائی نہیں دیا، گائیڈ باقی سیاحوں کو اس جگہ کے متعلق بتا رہا تھا، وہ انہیں وہیں چھوڑ کر تیزی سے میوزیم سے باہر نکلا، اس طرف ایک وسیع باغ تھا، کافی دور چلنے کے بعد بھی اسے شامی دکھائی نہیں دیا، باغ کا آخری سرا آ چکا تھا، وہ باہر نکلا اور مین شاہراہ پر چلنے لگا، یک دم اس کی نگاہ دو لڑکوں پر پڑی جن کی پشت اس کی طرف تھی، نیلی شرٹ والا لڑکا شامی تھا جو پیلے رنگ کی شرٹ والے ایک انجان لڑکے کو خاکی لفافہ تھما رہا تھا، اس لڑکے نے لفافہ ہاتھ سے لیا اور بائیں جانب بنی ایک گلی کی طرف مڑ گیا۔

وہ تیزی سے شامی کے قریب پہنچا اور اسے کندھے سے پکڑ کر ہلایا:

شامی!''

اس کے یوں مخاطب کرنے پر شامی چونک کر پلٹا! اس کے چہرے پر ہلکی سی گھبراہٹ نمودار ہوئی جسے اس نے فوراً چھپا لیا۔

کہاں چلے گئے تھے تم؟''

دراصل مجھے ایک پرانا دوست مل گیا تھا جو میرے ساتھ پڑھتا تھا، میں بھول گیا تھا کہ آج کل وہ استنبول میں موجود ہے، بس اتفاقاً ملاقات ہوگئی تو ہم باتیں کرتے کرتے باہر نکل آئے، معذرت تمہیں میری وجہ سے پریشانی ہوئی۔''

شامی کی بات پر اسے تسلی ہوئی۔

کوئی بات نہیں، نماز کا وقت ہو رہا ہے، چلو ساتھ مسجد چلتے ہیں۔'' اس کی بات پر شامی نے آہستگی سے سر ہلا دیا اور اس کے پیچھے چل دیا، وہ دونوں اب قریب ہی بنی سفید رنگ کی چھوٹی سی مسجد میں داخل ہو گئے۔

☆☆☆☆☆

وہ آفس کا دروازہ کھول کر اندر داخل ہوا، مائیک ہمیشہ کی طرح ان سب سے پہلے آفس آیا ہوا تھا، جیف اس کی طرف بڑھا اور بے چینی سے پوچھا:

کیا ڈیٹا کی مدد سے کچھ معلوم ہو سکا؟''

''یس باس! میں نے یہ تو معلوم کر لیا ہے کہ یہ کال کس ملک سے موصول ہوئی تھی؟ البتہ کرنٹ لوکیشن کو ٹریس کرنے کے لئے میں نے ڈارک ویب پر ٹریسرز سے رابطہ کرنے کی کوشش کی ہے، آج شام تک ہمیں کوئی نہ کوئی رسپانس مل جائے گا۔''

سم کس ملک سے آپریٹ ہو رہی ہے؟'' اس نے بے چینی سے پوچھا:

عراق!'' مائیک نے کمپیوٹر اسکرین سے نظر ہٹا کر اس کی طرف دیکھتے ہوئے کہا

عراق؟ مگر کسی عراقی کا مارتھا سے کیا تعلق؟'' وہ ناسمجھی سے بولا: اسی دوران دروازہ کھلا اور گریس اندر داخل ہوئی، ان دونوں کو الجھا ہوا دیکھ کر وہ ان کے قریب چلی آئی۔

کیا ہوا؟ سب خیریت؟''

مائیک نے سم کا پتہ لگا لیا ہے، یہ کال کرنے والا عراقی ہے لیکن مجھے سمجھ نہیں آ رہا کہ اس سب سے عراق کا کیا تعلق بنتا ہے؟''

جیف کی بات پر وہ دونوں سوچ میں پڑ گئے، یک دم گریس کے ذہن نے اسے سگنل دیا:

تعلق بن سکتا ہے، اگر تم غور کرو تو ہماری کہانی میں شروع سے ہی مڈل ایسٹ ایک اہم کردار رہا ہے، وہ گروپ جس نے کامبیٹ کو ہیک کیا وہ ''IRGC'' ہے جو اس وقت عراق، سیریا اور ایران میں ایکٹو ہے، کہیں ایسا تو نہیں کہ اس شخص کا تعلق بھی اسی تنظیم سے ہو جو مارتھا کو بلیک میل کر رہا تھا؟''

گریس کی بات میں دم تھا جس نے ان دونوں کو سوچنے پر مجبور کر دیا، جیف کا دماغ بھی چلنے لگا اور اسے اس کہانی میں مماثلت دکھائی دینے لگی، یک دم اس کے ذہن میں مارتھا کے ساتھ کی جانے والی گفتگو گھومنے لگی:

گریس! تمہیں یاد ہے مارتھا نے مجھے اپنے آفس بلا کر کچھ ثبوت دکھائے تھے؟ وہ ثبوت اسے کسی عربی نے بھیجے تھے جو چاہتا تھا کہ وہ اسے اپنے ادارے کے ذریعے شائع کر کے امریکہ کا اصلی چہرہ پوری دنیا کے سامنے لائے۔''

ہاں مجھے یاد ہے۔'' اس نے اثبات میں گردن ہلائی۔

مجھے لگتا ہے کہ یہ جاسوس وہی ہے جس نے اسے ثبوت بھیجے تھے مگر وہ مارتھا کو کس وجہ سے بلیک میل کر رہا تھا؟'' وہ دماغ پر مزید زور دیتے ہوئے بولا:

ہوسکتا ہے کہ وہ چاہتا ہو کہ مارتھا اس کے بھیجے ثبوت اپنے نیوز چینل کے ذریعے شائع کر دے اور مارتھا ایجنسیوں کے دباؤ کے خوف سے یہ نہیں کرنا چاہتی تھی؟ اور وہ اسے مجبور کر رہا ہو؟''

گریس نے کہا، جس کی مائیک نے بھی تائید کی۔

ہاں یہ ممکن ہے۔‘‘

لیکن پھر بھی خودکشی ایک بہت بڑی بات ہے جو انسان صرف تب ہی کر سکتا ہے جب جینے کی ہر آس ختم ہو جائے اور اس کے پاس کسی بھی قسم کا کوئی راستہ نہ بچے؟ یقیناً اس عرب کے پاس مارتھا کی کوئی تو ایسی کمزوری تھی جس کے ذریعے وہ دباؤ ڈال رہا تھا، وہ کمزوری کیا تھی؟ یہ ہمیں اب صرف اس جاسوس کے ذریعے ہی معلوم ہو سکتا ہے۔‘‘ جیف کی بات پر وہ دونوں متفق دکھائی دے رہے تھے، کسی حد تک وہ اس پہیلی کو سمجھنے میں کامیاب ہو گئے تھے لیکن ابھی بھی ان گنت ایسے سوالات موجود تھے جن کا جواب صرف اس جاسوس کے پاس تھا، اب اسے پکڑنے کے لئے انہیں اپنا اگلا جال بچھانے کی تیاری کرنا تھی۔

☆☆☆☆☆

رات کو جبریل کا فون آیا تھا، آج وہ بہت زیادہ خوش تھا کیونکہ اگلے جمعے کو اس کا اور ماہی کا نکاح تھا۔

کاش کہ تم میری سب سے بڑی خوشی میں شریک ہو سکتے روحان! میری بڑی خواہش تھی کہ اس دن میرا دوست میرے ساتھ ہوتا۔‘‘

اس نے افسردگی سے کہا:

کوئی بات نہیں! جب تم استنبول آؤ گے تو ہم دونوں تمہاری اس خوشی کو ایک ساتھ سیلیبریٹ کریں گے، تم پر میری دعوت قرض ہے۔‘‘

دل ہی دل میں وہ بھی اداس تھا، جبریل کے نکاح کے لئے اس نے کیا کچھ نہیں سوچ رکھا تھا لیکن ان کے وہم و گمان میں بھی نہیں تھا کہ اس دن وہ ایک دوسرے سے

اتنا دور بیٹھے ہوں گے!

ٹھیک ہے، تم جہاں کہو گے میں وہاں تمہیں کھلا دوں گا، ویسے بھی شادی دو سال بعد ہے، پھر ہم دونوں خوب انجوائے کریں گے۔‘‘ جبریل کو تسلی ہو گئی تھی، وہ اب اسے اپنی تیاریوں کے بارے میں بتا رہا تھا۔

تمہارا انٹرویو تھا؟ کیا ہوا اس کا؟‘‘ یک دم روحان کو یاد آیا، جلد ہی فائنل لسٹ تیار ہونے والی ہے۔

انٹرویو تو بہترین گیا، پچھلی بار جو کمیاں تھیں اسے پورا کرنے کی کوشش کی ہے، دعا کرو کہ اب کی بار اسکالرشپ کے لئے میرا نام آجائے ورنہ پتہ نہیں میں یہاں اکیلا کیا کروں گا؟‘‘

جبریل ایک بار پھر اداس ہو گیا تھا۔

اکیلے کیوں رہو گے؟ مجھے پورا یقین ہے کہ تمہارا نام آئے گا ان شاء اللہ! میں ہر نماز کے بعد بہت لگن سے دعا کر رہا ہوں۔‘‘ روحان کی بات پر وہ دھیما سا مسکرایا، بچپن سے ہی وہ اپنے ہر کام کے لئے اسے دعا کرنے کو کہتا اور وہ کام ہو جایا کرتا تھا، آہستہ آہستہ اسے محسوس ہونے لگا جیسے روحان کی دعائیں اس کی دعاؤں سے بھی زیادہ جلدی قبول ہوتی ہیں، آج ایک بار پھر روحان کے یوں کہنے پر اسے لگا جیسے وہ واقعی اگلے ماہ استنبول آجائے گا۔

ان شاء اللہ!‘‘ اس نے مکمل یقین کے ساتھ کہا:

آج ہم ترک سلطان عبدالحمید کا محل دیکھنے ’’Besiktas‘‘ گئے تھے۔‘‘ وہ اب اسے بوسفورس سے لے کر سلطان کے محل تک کی تمام کہانی سنا رہا تھا جسے جبریل

بہت اشتیاق سے سننے لگا۔

☆☆☆☆☆

شام ہونے والی تھی، جیمز واشنگٹن کے ساتھ میٹنگ ختم کر کے وہ اپنے آفس واپس لوٹا تو مائیک کو اپنا منتظر پایا۔

عراق کے ٹریکنگ ایکسپرٹ کے ساتھ ڈیل ڈن ہوگئی ہے، دو دن کے اندر اس شخص کے نام کے ساتھ تمام تفصیلات آپ کی ٹیبل پر موجود ہوں گی باس!''

اس نے فخر سے مائیک کا کندھا تھپتپایا۔

شاباش میرے جانباز! آج تمہاری ہی بدولت ہم یہاں تک پہنچ پائے ہیں، تمہاری خدمات نہ ہوتیں تو شاید یہ سب کچھ بے حد مشکل ہو جاتا!''

اس کی تعریف پر مائیک نے آہستہ سے سر کو جنبش دیتے ہوئے کہا:

شکریہ آپ کا! ہماری خدمات آخری سانسوں تک آپ کے ساتھ رہیں گی۔''

اس سے بات کرنے کے بعد وہ اپنے ڈیسک کے قریب آیا اور سامان سمیٹنے لگا، یک دم کسی احساس کے تحت وہ پیچھے پلٹا، گریس دونوں ہاتھ کمر پر باندھے کھڑی تھی۔

گھر جا رہے ہو؟''

ہاں!'' اس نے آہستگی سے سر ہلایا۔

کل ڈیڈ آ رہے ہیں، کیا تم ان سے ملنے آؤ گے؟''

ہاں ضرور!'' اس نے خوشدلی سے کہا پھر اپنا سامان اٹھا کر اس کے ہمراہ آفس سے باہر نکل گیا۔

گاڑی پارکنگ ایریا سے نکالنے کے بعد اس نے شاہراہ پر ڈال دی، آج اس

کی گاڑی کا رخ اپنے گھر کی طرف نہیں بلکہ پینسلوینیا ''Pennsylvania''
ایونیو کی طرف تھا، دس منٹ بعد اس کی گاڑی ایک سوسائٹی میں داخل ہوئی، چند گلیاں چھوڑ کر موجود اس دومنزلہ گھر کے سامنے آ کر اس نے گاڑی ایک کنارے پر پارک کی اور باہر نکلا۔

آہستگی سے قدم اٹھاتے ہوئے وہ دروزے کے قریب آیا، یہ وہی جگہ تھی جہاں سے یہ سب کچھ شروع ہوا تھا اور آج جب وہ اس کہانی کو مکمل کرنے والا تھا تو یہ جگہ اسے دوبارہ یہاں کھینچ لائی تھی، ڈور بیل پر ہاتھ رکھتے ہوئے اس نے ایک گہری سانس اپنے اندر کھینچی۔

چند سیکنڈز بعد کوئی دروازے کی طرف بڑھا اور پھر دروازہ کھل گیا، آسمانی رنگ کی گھٹنوں سے کچھ نیچے آتی فراک پہنے، شولڈر کٹ بالوں کے ساتھ ہلکا سا میک اپ کئے وہ اس کے سامنے کھڑی مسکرا رہی تھی، اسے دیکھ کر وہ بھی دھیما سا مسکرایا اور سر کو خم دے کر اندر آنے کی اجازت مانگی، اجازت مل گئی تھی۔

راہداری سے ہوتے ہوئے وہ اب لونگ روم میں آ گیا، گھر کا نقشہ وہی تھا جو چند ماہ پہلے تھا، گرے شیڈ کے صوفے اور درمیان میں گول میز، جس کے اوپر رکھے گلدان میں آج بھی لونڈر کے پھول سجے ہوئے تھے۔

آج بھی اس نے گلاب کے پھولوں کا ایک خوبصورت گلدستہ اس کی طرف بڑھایا جسے اس نے خوشدلی سے تھام لیا: ''تھینک یو جیف!''

وہ اب صوفے پر بیٹھ چکا تھا، مرینہ نے جوس سے بھرا ایک گلاس اس کی طرف بڑھایا جسے اس نے شکریہ کہہ کر تھام لیا۔

جب تمہاری کال آئی اورتم نے ویک اینڈ پر ملنے کا کہاتو اس وقت سے میں تمہارا بے صبری سے انتظار کررہی تھی۔'' مرینہ پرجوش ہوکراسے بتارہی تھی۔

یہ اتفاق ہے کہ تم واشنگٹن میں موجود تھیں، اگر آج یہ ملاقات نہ ہوتی تو نہ جانے کب ہو پاتی؟'' جیف کی بات پراس نے ناسمجھی سے پوچھا:

کیوں؟ تم کہیں جارہے ہو؟''

اس سوال پر وہ سر جھٹک کرہنس دیا۔

کیا معلوم؟'' جواب ذو معنی تھا، وہ ابھی بھی سمجھ نہیں سکی تھی، اس بات کو نظر انداز کر کے وہ اب اس سے اس کی مصروفیات کے بارے میں پوچھ رہی تھی:

گریس کیسی ہے؟''

وہ ٹھیک ہے، کل اس کے ڈیڈ آرہے ہیں، بس اسی تیاری میں مصروف ہونے کی وجہ سے وہ میرے ساتھ نہیں آسکی۔'' جوس کا گھونٹ بھرتے ہوئے وہ بولا:

میں نے تمہارے لئے براؤنیز بیک کئے ہیں، دو منٹ رکو میں لے کر آتی ہوں۔'' یہ کہہ کر وہ صوفے سے اٹھی اوراوون کی طرف بڑھ گئی۔

کچھ دیر بعد وہ ایک ٹرے میں براؤنیز کے ٹکڑے رکھے اس کے پاس لے آئی۔

مرینہ اس تکلف کی کوئی ضرورت نہیں تھی، میں بس تم سے بات کرنے آیا تھا۔'' وہ شرمندگی سے بالوں میں ہاتھ پھیرتے ہوئے بولا:

کوئی بات نہیں! ایک عرصہ ہوگیا کسی کے لئے بیکنگ کئے ہوئے، اب تو بھائی بھی نہیں ہیں جو فرمائش کرکر کے چیزیں بنوائیں، سوچا آج تم آرہے ہوتو کچھ بیک

کر لیتی ہوں۔'' وہ اداس مسکراہٹ کے ساتھ بولی اور براؤنیز پلیٹ میں نکالنے لگی، وہ بغور اس کے معصوم چہرے کو دیکھ رہا تھا جہاں آج بھی اپنے بھائی کے لئے وہی والہانہ محبت قائم تھی، اسے مرینہ کے چہرے میں ایسے کئی لاکھ چہرے دکھائی دیے جو شاید اپنے باپ، بھائی اور شوہر کی یاد میں یوں ہی کڑھ کڑھ کر زندگی گزار رہے تھے، ایک ٹیس سی اس کے دل میں اٹھی اور وہ گہری سانس بھر کر رہ گیا۔

تم مجھے کچھ بتانا چاہتے تھے؟'' پلیٹ اس کی طرف بڑھاتے ہوئے اس نے گہری آنکھیں جیف کے چہرے پر جمائے ہوئے پوچھا، ان آنکھوں میں اٹھنے والی امید کی کرن سے وہ پہچان سکتا تھا کہ مرینہ کس چیز کی توقع کر رہی ہے؟

ہم نے تمہارے بھائی کے قاتلوں کا پتہ لگا لیا ہے۔'' اس کے ہاتھ سے پلیٹ لیتے ہوئے وہ بولا:

واقعی؟'' اداس چہرے پر خوشی کی ایک لہر دوڑ گئی، مردہ آنکھیں ایک بار پھر جاگ اٹھی تھیں۔

ہاں! نہ صرف پتہ لگا یا ہے بلکہ ان کے خلاف ایسے ثبوت اکھٹے کئے ہیں کہ وہ کسی کو منہ دکھانے کے قابل نہیں رہیں گے۔''

کون ہے وہ؟'' اس نے بے چینی سے پوچھا:

اس سوال پر اس نے صوفے پر رکھا اپنا بیگ اٹھایا اور اس کے اندر سے ایک کارڈ بورڈ نکال کر مرینہ کے سامنے رکھ دیا:

یہ دیکھو!'' وہ اب اس کارڈ بورڈ کو ناسمجھی سے دیکھ رہی تھی جہاں کئی بلاکس بنے ہوئے تھے، ہر بلاک کے اندر ایک نام درج تھا اور ان کے درمیان لمبی، چھوٹی،

ترچھی، آڑی لائنیں لگی تھیں جو انہیں آپس میں جوڑ رہی تھیں، سوالیہ نگاہوں سے جیف کی طرف دیکھتے ہوئے اس نے پوچھا:

یہ کیا ہے؟''

اگلے ہی لمحے جیف نے اول سے آخر تک تمام کہانی سنانا شروع کی، جس کے اختتام پر مرینہ اسے حیرت سے دیکھ رہی تھی۔

اتنی بڑی گیم؟''

ہاں! اور اسی گیم کو بے نقاب کرنے کے لئے ہم ان تمام ثبوتوں کو جوڑ کر ایک ویڈیو کی شکل دینے جا رہے ہیں جس کے بعد پوری دنیا ان کی حقیقت جان لے گی اور جتنی بھی جانیں ان کے ظلم کا نشانہ بنی ہیں انہیں سکون پہنچ جائے گا۔''

جیف! میں تمہارا شکریہ کیسے ادا کروں؟ تم نے ایک سچے دوست ہونے کا ثبوت دیا ہے، جو وعدہ کر کے تم یہاں سے گئے تھے اسے پورا کیا ہے۔'' وہ اس کا ہاتھ پکڑے آنکھوں میں آنسو لئے ممنون لہجے میں بولی:

شکریہ مت کہو! میں تو تم سے شرمندہ ہوں، ڈیزی کی موت نے ہمیں سوچنے پر مجبور کیا، اس سے پہلے تو ہم غفلت کی زندگی گزار رہے تھے اور انجانے میں اس خونی کھیل کا حصہ بن رہے تھے۔''

وہ سر جھکائے ہوئے بولا:

کیا یہ احساس ہر انسان کو ہوتا ہے؟ ہمارے سامنے کتنے ہی لوگ روزانہ مرتے ہیں لیکن کیا یہ ضمیر ہر ایک کا جاگتا ہے؟ کچھ لوگ تو سب کچھ جانتے بوجھتے بھی بے حس بن کر اس سسٹم کا حصہ بنے رہتے ہیں، صرف پیسے اور طاقت کی لالچ میں، تمہیں میں

نے پہلے دن ہی کہا تھا کہ تم عظیم ہو اور اپنی عظمت کو اتنا چھوٹا مت سمجھو!‘‘

مارتھا کی بات پر وہ مسکرا دیا۔

شکریہ تمہارا!‘‘

چند لمحے خاموشی کی نظر ہو گئے، اس نے براؤنیز کا آخری ٹکڑا منہ میں رکھتے ہوئے کہا:

میں آج تم سے ملنے اس لئے آیا ہوں تا کہ تمہیں گڈ بائے کہہ سکوں، میں نہیں جانتا کہ ان تمام حقائق کو دنیا کے سامنے لانے کے بعد میں زندہ بچ سکوں گا یا مار دیا جاؤں گا؟ لیکن میں ایک بہن سے کیا گیا وعدہ نبھا کر مرنا چاہتا ہوں، نہ صرف تم بلکہ ہر وہ بہن، بیوی اور بیٹی جس نے ساری زندگی تکلیف میں گزاری، ان کی تکلیف کا مداوا کر کے مرنا چاہتا ہوں۔‘‘ وہ سر جھکائے بول رہا تھا، اس کے لہجہ میں گہرا دکھ تھا اور آواز رندھی ہوئی تھی۔

مرینہ اپنی جگہ سے اٹھی اور اس کے کندھے پر ہاتھ رکھ کر اسے تسلی دی:

بھائی کے بعد تم وہ انسان ہو جس کے احسانات کا قرض میں کبھی نہیں چکا سکتی!‘‘

وہاں سے لوٹتے ہوئے اس کے دل کا بوجھ ہلکا ہو چکا تھا، اسے اس بات کی تسلی تھی کہ کم از کم حقیقت جاننے کے بعد اس کا شمار ان بے حسوں میں نہیں ہوگا جنہوں نے پیسہ اور طاقت کو حق اور سچ پر فوقیت دے کر مزید جانوں کا سودا کر لیا۔

☆☆☆☆☆

وہ اس وقت اپنے ڈپارٹمنٹ کے باہر شامی کے ساتھ چہل قدمی کر رہا تھا، ظہر کے بعد انہیں آدھے گھنٹے کا بریک ملا تھا، پھر فقہ کا پیریڈ تھا جو اسے اب تک کا سب

سے مشکل مضمون لگا تھا لیکن یہ اتنا ہی اہم بھی تھا، نبیؐ کی حدیث کے مطابق ہر مسلمان پر بنیادی تمام مسائل کا علم حاصل کرنا فرض تھا جس کے بعد وہ صحیح وغلط میں خود تمیز کر سکے، یہ سوچ کر وہ اس پر خصوصی توجہ دے رہا تھا۔

اسلامک سینٹر کی کل پانچ عمارتیں تھیں اور ہر عمارت کے ساتھ ایک چھوٹا سا باغ بنا ہوا تھا، باغ میں دنیا بھر کے خوبصورت پھول اگے ہوئے تھے، مختلف قسم کی سبزیاں اور رس بھرے پھلوں کے درخت بھی تھے جنہیں توڑ کر طلباء کھا سکتے تھے، یہاں قانون کی پابندی کرنے کے حوالے سے سختیاں تو تھیں لیکن سہولیات بے شمار مہیا کی گئی تھیں، ایک حد تک ہر معاملے میں آزادی بھی دی گئی تھی تا کہ طلباء ماحول کی بے جا سختیوں سے گھبرا نہ جائیں اور انہیں ہمیشہ اپنے ادارے سے محبت اور انسیت قائم رہے۔

وہ دونوں باغ میں موجود بیری کے ایک گھنے درخت کے نیچے کھڑے تھے جس وقت چار لڑکوں کا ایک گروپ ان کی طرف بڑھا، یہ انہی کے ڈیپارٹمنٹ میں پڑھتے تھے۔

روحان بن حیدر؟'' ایک لڑکے نے انگریزی میں اسے مخاطب کیا، وہ چونک کر پلٹا، یہاں سب ابھی ایک دوسرے کے نام سے کم ہی واقف ہوئے تھے، وجہ تعداد تھی، ان کی کلاس میں ایک سو پانچ لڑکے تھے جن میں سے بمشکل بیس کے نام اسے معلوم تھے۔

جی!'' اس نے اثبات میں سر ہلایا، شامی بھی ان کی طرف متوجہ ہو گیا۔

آپ وہی ہیں جنہوں نے کانسرٹ کے خلاف احتجاجی کیمپین شروع کی تھی؟''

وہ لڑکا پر جوش ہو کر پوچھ رہا تھا:

جی میں وہی ہوں لیکن آپ مجھے کیسے جانتے ہیں؟'' روحان نے حیرت سے پوچھا:

میرا نام محمد ارتضیٰ ہے، میں انڈیا سے ہوں، یہ میرا دوست روحیل ہے جو جموں و کشمیر سے سعودیہ اپنی فیملی کے ساتھ ہجرت کر کے آیا تھا اور یہ دونوں پاکستان سے ہیں جن سے یہیں ملاقات ہوئی تھی۔'' اس لڑکے نے تفصیل سے بتایا:

السلام علیکم! میرا نام علی ہے، میں اسلام آباد سے ہوں۔'' ایک اور لڑکے نے آگے بڑھ کر ہاتھ ملایا۔

میرا نام عمران اظہر ہے اور میرا تعلق بلوچستان سے ہے، میرے بابا آرمی آفیسر ہیں اور اس وقت سیاچن میں اپوائنٹ ہیں۔'' ایک اور دبلا پتلا سا لڑکا آگے بڑھا اور پرجوش انداز میں اس سے مصافحہ کیا، اس دوران شامی خاموشی سے کھڑا یہ منظر دیکھ رہا تھا۔

ہم آپ کے فین ہیں، آپ نے جس مقصد کے تحت اپنا پیج بنایا تھا اسے ہم دل و جان سے سپورٹ کرتے ہیں، آپ کے دوست کا سن کر بہت افسوس ہوا، انہی دنوں میں استنبول آیا تھا ورنہ آپ سے ملنے ضرور آتا، میں یہ سوچ بھی نہیں سکتا تھا کہ ہماری ملاقات یہاں لکھی ہوگی۔''

یہ سن کر اسے بھی حیرانی ہوئی تھی، کہاں کہاں سے لوگوں نے اسے فالو کر رکھا تھا اور پسند کرتے تھے!

ہم جانتے ہیں کہ ہمارے لوگ بڑے ظالم ہے، جو کچھ بلوچستان میں سالوں سے ہوتا آرہا ہے، دنیا سے ڈھکا چھپا نہیں ہے، میرے بابا اس وقت دنیا کے سب سے

خطرناک پوائنٹ پر ڈیوٹی کرر ہے ہیں اور وہ بھی آپ کو جانتے ہیں، میں آپ کے جیسا بننا چاہتا ہوں بھائی! اور اپنی قوم اور ملک کے لئے کچھ کرنا چاہتا ہوں۔'' عمران بولا:

روحان بھائی! میری فیملی نے تین سال پہلے کشمیر میں غریب مسلمانوں کے ساتھ ہونے والے مظالم سے تنگ آ کر سعودیہ ہجرت کی تھی، پہلے ہم نے اپنے بھائی کو کئی سالوں کی محنت کے بعد کسی طرح سعودیہ بھیجا، وہاں دن رات نوکری کرنے کے بعد وہ ہمیں اپنے پاس بلانے میں کامیاب ہوگیا، میرے بابا وہاں جاب کرتے ہیں، امی بیچلرز کے لئے کھانا بناتی ہیں اور بہن انجینئر بن رہی ہے، میں کشمیر کو ان ظالموں سے آزاد کروانا چاہتا ہوں جہاں مجھ جیسے لاکھوں نوجوان آج بھی امداد کے منتظر ہیں۔'' روحیل کی آنکھوں میں جھانک کر اس کے درد کا اندازہ لگایا جا سکتا تھا جس نے سالوں مظالم سہے تھے!

ان سب سے بات کرنے کے بعد اسے اندازہ ہوا تھا کہ جس مقصد پر وہ کام کرنا چاہتا ہے وہ کس قدر ضروری ہو چکا ہے، اگر مسلمانوں کو ظلم سے نجات دلانی ہے تو اس کے لئے اتحاد بہت اہمیت رکھتا ہے۔

وہ کافی دیر باتیں کرتے رہے، بالآخر پیریڈ کی گھنٹی بج گئی، وہ سب ایک ساتھ ڈپارٹمنٹ کے اندر داخل ہوئے اور ہال کی طرف بڑھ گئے۔

☆☆☆☆☆

آج ہفتے کا دن تھا، نہ جانے کتنے عرصے بعد وہ دل بھر کر سویا تھا، نہا دھو کر فریش ہونے کے بعد وسٹن سے ملاقات کرنے کے لئے وہ پانچ بجے گھر سے نکلا، چائے ناشتے کے دوران ان کے مذاق چلتے رہے، کچھ دیر بعد انہیں جیف کی ریسرچ کا خیال آیا:

پھر تم نے اپنی تحقیقات مکمل کر لیں؟‘‘

جی سر! تمام تحقیقات ثبوت کے ساتھ تیار ہیں، بس انہیں منظرِ عام پر لانے کی تیاری کرنا ہے۔‘‘

یہ کام خطرناک ہے، کم از کم تم امریکہ میں بیٹھ کر تو نہیں کر سکتے؟‘‘

میں یہی سوچ رہا تھا کہ کیا کروں؟‘‘ وہ پہلی بار کچھ فکرمندی سے بولا:

مجھے لگتا ہے کہ یہی وہ وقت ہے جب تمہیں رشین ایمبیسی سے رابطہ کر لینا چاہئے، ان کی مدد کے بغیر تمہارا یہ کام کرنا ممکن نہیں، یہ بات تو واضح ہے کہ روس، امریکہ ایک دوسرے کے کھلے دشمن ہیں اور دشمن کا دشمن دوست ہوتا ہے۔‘‘

وسٹن کی بات میں دم تھا، چائے کا گھونٹ بھرتے ہوئے اس کے ذہن میں ایک خیال کوندا!

☆☆☆☆☆

آج کھانے میں’’ Shish‘‘ کوفتے تھے، جنہیں میٹ بال بھی کہا جاتا تھا، کیفے ٹیریا سے اشتہاء انگیز خوشبو اٹھ رہی تھی، اس میں مختلف قسم کے مسالے اور جڑی بوٹیاں ڈال کر ڈبل روٹی کے چورے پر پھیر کر سیخوں میں لگایا جاتا تھا، پھر اسے گرل کیا جاتا تھا جس کے بعد ان کا کرکراپن اور سنہرا رنگ بے حد بھلا لگتا تھا، اس کے ساتھ ترکوں کی ایک خاص سلاد پیش کی جاتی تھی جس کا نام’’Beans salad ‘‘ Tarator تھا، تراتر ایک خاص قسم کا ساس ہوتا ہے جسے بادام، ریٹھا، مونگ پھلی اور اخروٹ کا پیسٹ بنا کر سلاد کے اوپر ڈال کر کھایا جاتا ہے، یہ ایک طاقت ور اور لذیذ ساس تھا جو ترکوں میں بڑا مشہور تھا۔

پاکستانی کوفتوں کے بعد تم ہمارے یہ مغلی کوفتے کھاؤ، پسند نہ آئیں تو پیسے واپس!''

شامی کی بات پر وہ مسکرادیا اور کوفتوں کا نوالہ توڑ کر سلاد کے ساتھ لگا کر کھانے لگا

توکیسا لگا؟'' اسے رغبت سے کھاتا دیکھ کر شامی نے پوچھا:

کمال! اب تک کھائی گئی تمام ڈشوں میں سب سے لذیذ ترین!'' وہ منہ میں ایک اور نوالہ رکھتے ہوئے بولا: اس کی بات پر شامی فخر سے مسکرایا، ایسے جیسے میٹ بالز اس کے دادا کی ایجاد کردہ ڈش ہو!

ویسے جتنا تم ترکی کھانوں سے متاثر ہو، ایک بار پاکستان آجاؤ، ہم بھی کھانوں کے ذائقوں میں کسی سے پیچھے نہیں ہیں!'' ہمیشہ کی طرح وہ ایسٹرن اور ویسٹرن ڈشوں کے سامنے اپنے پاکستانی کھانوں کا دفاع کرتے ہوئے بولا:

ضرور کیوں نہیں!'' شامی نے سر ہلاتے ہوئے تابعداری سے کہا جس پر روحان ہنس دیا۔

کھانے کے دوران شامی کو دوپہر والا واقعہ یاد آ گیا۔

تم نے کبھی ذکر نہیں کیا کہ تم اتنے مشہور ہو؟ یہاں تو کافی لوگ تمہیں جانتے ہیں''

اس سوال پر وہ بولا: ''ایسی چیز کا کیا چرچا کرتا جو ختم بھی ہو چکی ہو!''

لیکن تم نے اپنا پیج کیوں بند کیا؟ جس طرح وہ لوگ بتا رہے تھے، معلوم ہوتا ہے کہ تمہاری باتوں میں اثر تھا جس سے کہیں نہ کہیں فرق پڑنا شروع ہو گیا تھا۔''

وہ روٹی کا آخری نوالہ توڑتے ہوئے بولا:

فرق تو بہت پڑا تھا، اسی وجہ سے اعلیٰ عہدوں پر بیٹھے منافقین مجھ سے خائف ہونا شروع ہو گئے تھے، تم کھانا ختم کرو، چائے پیتے ہوئے میں تمہیں اپنی کہانی سناؤں

گا۔‘‘

یہ کہہ کر وہ کاؤنٹر کی طرف بڑھا جہاں اس وقت ترکش چائے تیار کر کے طلباء کے لئے رکھ دی جاتی تھی، ہفتے میں تین دن چائے کی جگہ کوئی مزید ارسویٹ ڈش ہوتی تھی۔

چائے لینے کے بعد وہ دونوں اپنی مخصوص جگہ پر آ کر بیٹھ گئے، یہاں سے باغ صاف دکھائی دیتا تھا، جھینگر کی آواز آج بھی فضا میں گونج رہی تھی البتہ ہوا کا دباؤ کم تھا ۔اس نے شروع سے لے کر آخر تک تمام کہانی اسے سنا دی۔

تو کیا نعیم درانی کی ویڈیو تمہارے پاس آج بھی موجود ہے یا تم نے ڈیلیٹ کر دی؟‘‘ آخر میں اس نے تجسس سے پوچھا:

وہ ویڈیو میرے لیپ ٹاپ میں موجود ہے، نہ جانے کیوں مجھے ایسا لگتا ہے جیسے کبھی نہ کبھی میں اسے ضرور پوسٹ کروں گا!‘‘

جبریل کی بات بالکل ٹھیک تھی، جب تک تم ان کی آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر مقابلہ کرنے کے قابل نہ ہو جاؤ اس وقت تک خاموش رہنا ہی بہتر ہے۔‘‘

شامی آسمان کی طرف دیکھتے ہوئے سوچ میں ڈوبے ہوئے بول رہا تھا۔

☆☆☆☆☆

آج اتوار کا دن تھا، ڈور بیل مسلسل بج رہی تھی اور وہ گھوڑے بیچ کر گہری نیند سویا ہوا تھا، کافی دیر تک گھنٹی بجنے کے بعد اب اس کے موبائل پر کال آنے لگی، رنگ ٹون کی آواز سے آہستہ آہستہ اس کی نیند میں خلل پیدا ہونا شروع ہوا، بے زاری سے اس نے اپنا ہاتھ سائیڈ ٹیبل کی طرف بڑھایا اور آنکھیں کھولنے کی تکلیف کئے بغیر فون اٹھا کر کان سے لگا لیا۔

کیا ہو گیا ہے گریس! صبح ہی صبح نیند خراب کر دی؟ ویک اینڈ پر تو سکون سے سونے دیا کرو۔‘‘

میں گریس نہیں، مائیک بول رہا ہوں، پچھلے بیس منٹ سے تمہارے دروازے پر کھڑا توڑنے کی کوشش کر رہا ہوں، اگلے دو منٹ میں اگر نہ کھولا تو اسے اڑانے کے لئے خصوصی بم لے کر آؤں گا۔‘‘

مائیک کی جلی کٹی آواز پر اس کی دونوں آنکھیں کھل گئیں، کال کاٹ کر وہ تیزی سے بستر سے اٹھا اور راہداری سے ہوتا ہوا دروازے تک پہنچا، دروازے کھولتے ہی اسے مائیک کا غصے سے بھرا چہرہ دکھائی دیا۔

آئی ایم سوسوری یار! میں نیند میں تھا، مجھے بیل کی آواز ہی نہیں آئی۔‘‘ سر کھجاتے ہوئے وہ شرمندگی سے بولا:

گریس بالکل ٹھیک کہتی ہے، دنیا میں تیسری عالمی جنگ بھی شروع ہو جائے پھر بھی تیری نیند میں کوئی چیز خلل پیدا نہیں کر سکتی۔‘‘

شرمندگی سے وہ دروازہ بند کرتے ہوئے اس کے پیچھے آ گیا۔

ویسے ایک بات تو بتا؟ یہ تیری کون سی صبح ہے جو دس بجے بھی ختم نہیں ہو رہی؟‘‘ اس نے کامن میں لگی گھڑی میں وقت دیکھتے ہوئے پوچھا:

روزانہ صبح چھ بجے اٹھنا ہوتا ہے، ویک اینڈ پر بھی کوئی نہ کوئی کام دے دیتے ہیں یہ لوگ، نہ جانے کتنے عرصے بعد اتنا سکون اور خاموشی ہے؟ اب تو نظر لگا دے بس!‘‘ وہ اسے گھورتے ہوئے بولا:

نظر ہی لگانے آیا ہوں، مجھے معلوم ہو گیا ہے کہ وہ جاسوس کون ہے اور اس وقت

کہاں ہے؟'' مائیک کی بات پر اس کی بقیہ نیند بھی کہیں غائب ہو چکی تھی، اگلے ہی پل وہ بے چینی سے بولا:

کون ہے؟''

یہ!'' اسی کے ساتھ اس نے چند تصاویر اور ڈاکومنٹ اس کے سامنے رکھ دیے۔

جیف نے آگے بڑھ کر وہ تصویریں اٹھالیں جن پر اس کا نام، حسب نسب اور رہائش گاہ کا پتہ درج تھا۔

اس کا پورا نام قاسم بن المنصور ہے، پیدائش سن انیس سو ننانوے میں عراق کے شہر نجف میں ہوئی، دو ہزار تین میں شروع ہونے والی جنگ کے دوران اس کی فیملی بغداد آ گئی تھی، بھائی عراق کی فوج میں تھا اور عراق امریکہ وار کے دوران مار دیا گیا، ایک بھائی مصر میں ہے اور ایک بہن یمن میں سرجن ہے، ماں باپ کی وفات ہو چکی ہے، جہاں تک بات قاسم کی ہے تو اس نے سن دو ہزر چودہ میں ''ISIS'' کی ملٹری ٹریننگ میں حصہ لیا اور کچھ عرصہ انڈر گراؤنڈ کام کرتا رہا، اس کے بعد اس نے اپنے چند ساتھیوں کے ساتھ مل کر ایک خفیہ نیٹ ورک بنالیا جو اس وقت کئی ممالک میں پھیلا ہوا ہے، اس نیٹ ورک کا ایجنڈا کیا ہے اور کس تنظیم کے لئے کام کر رہے ہیں، یہ معلوم نہیں ہو سکا، البتہ اس کا نمبر نکل آیا ہے اور وہ سم عراق کی ہے۔''

ٹھیک ہے، اب باقی کام مجھ پر چھوڑ دو!''

یہ کہہ کر وہ اپنا لیپ ٹاپ لینے چلا گیا، کچھ دیر بعد وہ واپس لوٹا، مائیک کچن میں رکھی ٹوکری سے ایک سیب اٹھا کر کھانے لگا، جیف اس کے قرب کرسی کھینچ کر بیٹھ گیا۔

تم اب کیا کرنے لگے ہو؟''

اسے میسج !'' یہ کہہ کر اس نے ایک ''Anonymous'' ٹیکسٹ اپلی کیشن کھولی جس کے ذریعے وہ اپنی شناخت چھپا کر میسج کرسکتا تھا، وہاں اس جاسوس کا نمبر لکھا اور اس کے نام ایک میسج ٹائپ کرنے لگا:

''میں جانتا ہوں کہ تم کون ہو؟ میرے پاس تمہاری اصلی شناخت سمیت تمہارا تمام بایوڈیٹا موجود ہے، اگر تم یہ جاننا چاہتے ہو کہ میں کون ہوں اور کیا چاہتا ہوں؟ تو مجھ سے اس آئی پی ایڈرس پر رابطہ کرو، یاد رہے کہ تمہارے پاس صرف چند گھنٹوں کی مہلت ہے ورنہ:

I will be your biggest nightmare

یہ کہہ کر اس نے نیچے مائیک کے ڈارک ویب کا ایڈرس ٹائپ کیا اور سینڈ کا بٹن دبا دیا۔''

☆☆☆☆☆

وہ اس وقت مطالعے کے لئے لائبریری میں موجود تھا جب استاد عبداللہ اس کے نزدیک آ کر کھڑے ہو گئے، کسی خیال کے تحت اس نے اپنا سر اٹھایا اور ان کو اپنے سامنے دیکھ کر مودبانہ انداز میں اٹھ کھڑا ہوا:

السلام علیکم یا استاد!''

اس نے ادب سے سلام کیا۔

وعلیکم السلام، بیٹھ جاؤ!'' یہ کہہ کر وہ بھی اس کے قریب رکھی کرسی کھینچ کر بیٹھ گئے۔

برخوردار! ہم نے آپ کے تمام ریسرچ پیپرز کا مطالعہ کیا ہے، ایسا محسوس ہوتا ہے کہ تاریخ کو بہت غور سے پڑھا ہے آپ نے، خاص طور پر مسلمانوں کی!''

عبداللہ کے پوچھنے پر اس نے سر جھکائے ہوئے کہا:

جی استاد! تاریخ میں مجھے ہمیشہ سے دلچسپی رہی تھی، میں نے اس موضوع پر ہر نامور لکھاری کی کتابوں کا مطالعہ کیا ہے۔''

ہوں! وہ تو تمہاری تحریروں سے صاف محسوس ہو رہا ہے، اسی لئے میں یہاں تم سے بات کرنے کے لئے خصوصی طور پر آیا ہوں۔'' ان کی بات پر وہ چونکا اور سر اٹھا کر ان کے صاف و شفاف نورانی چہرے کی طرف سوالیہ نگاہوں سے دیکھنے لگا۔

روحان! دراصل ہم لوگ ایک سیریز کا آغاز کرنے جا رہے ہیں جس میں مسلمانوں کی تاریخ کا پسِ منظر بیان کرنا چاہتے ہیں، چاروں خلفائے راشدین کے دور سے سلطنت عثمانیہ کے ٹوٹنے تک'' 632 till 1922 ''، یہ ایک بہت طویل تاریخ ہے جسے شاید وہ اہمیت نہیں مل سکی جو ملنی چاہئے تھی، ہر قوم اپنی تاریخ سے پہچانی جاتی ہے لیکن افسوس کی بات یہ ہے کہ آج ہماری ہی قوم کے نوے فیصد نوجوان اپنی تاریخ، روایات اور اصولوں سے واقف نہیں ہیں۔''

وہ مکمل یکسوئی سے انہیں سن رہا تھا۔

اسی چیز کو مدِ نظر رکھتے ہوئے ہم ایک سیریز بنانے جا رہے ہیں جس میں دلچسپ انداز کے ساتھ تاریخ کو پیش کیا جائے گا، مجھے ایسا محسوس ہوتا ہے کہ تم اس کام کے لئے کافی مددگار ثابت ہو سکتے ہو۔''

ضرور استاد جی! میں بہت خوشی سے یہ کام کرنا چاہوں گا، یہ تو میری دلچسپی کے عین مطابق ہے، اور میرے دل کے اندر چھپی ایک دیرینہ خواہش بھی ہے، اللہ تعالیٰ نیت دیکھ کر انسان کو اس کے مطابق ضرور عطا کرتا ہے۔'' وہ پر جوش ہو کر بول رہا تھا،

اس کی آنکھوں میں ایک چمک اور خوشی تھی جسے عبداللہ نے بھی محسوس کرلیا تھا، اس کی بات پر وہ سر کو جنبش دیتے ہوئے دھیما سا مسکرائے:

ٹھیک ہے! پھر تم کلاسز کے بعد ہمارے آفس آجانا، ہم اس معاملے میں تفصیل سے بات کریں گے۔''

یہ کہہ کر عبداللہ جانے کے لئے اٹھ کھڑے ہوئے، ان کے جاتے ہی شامی اس کے قریب آیا:

کیا کہہ رہے تھے؟''

وہ اب شامی کو پرجوش ہو کر سب کچھ بتا رہا تھا، یہ سن کر اسے بھی بے حد خوشی ہوئی۔

یہ تو بہت سعادت کا کام ہے، امت مسلمہ کی تاریخ کو ایک بار پھر زندہ کرنے میں تمہارا کردار ہوگا تو یہ تو باعث فخر ہے!'' شامی کی بات پر وہ دل ہی دل میں اللہ کا بے حد شکر ادا کرنے لگا جس نے اسے یہاں تک پہنچایا تھا۔

☆☆☆☆☆

یہ ایک سنسان سڑک تھی جہاں وہ دونوں محتاط انداز میں قدم بڑھا رہے تھے، سڑک کے اختتام پر دائیں جانب ایک گلی جارہی تھی، وہ دونوں اس گلی میں مڑ گئے، چند قدم چلنے کے بعد ایک چھوٹا سا گیراج دکھائی دیا جس کی حالت سے معلوم ہو رہا تھا کہ یہاں برسوں سے کسی نے قدم نہیں رکھا ہے، ٹوٹے ہوئے دروازے سے وہ دونوں اندر داخل ہوئے، یہاں ایک بڑا سا کھلا کمرہ تھا جس میں گاڑیوں کا ٹوٹا پھوٹا سامان بکھرا تھا، ایک طائرانہ نگاہ اس کمرے پر ڈالنے کے بعد وہ آگے بڑھے، یک دم انہیں کوئی ہیولہ دکھائی دیا جو ان کی طرف بڑھ رہا تھا، اس کے سر پر ہوڈی تھی اور

چہرے پر کالے رنگ کا ماسک تھا، ساتھ ہی اس نے کالے رنگ کا ٹریک سوٹ زیب تن کر رکھا تھا۔

وہ آہستگی سے ان کی طرف بڑھا، اس شخص کے ساتھ ایک مسلح گارڈ بھی تھا، گارڈ نے آگے بڑھ کر ان دونوں کو اوپر سے نیچے تک چیک کیا اور کلیئر کا نشان دکھایا، جس کے بعد اب اس شخص نے مصافحے کے لئے اپنا ہاتھ آگے بڑھایا اور بیٹھنے کا اشارہ کیا۔

قریب ہی تین کرسیاں رکھی تھیں جن کی حالت بھی اس گیرج جتنی ہی نازک تھی، ایک نگاہ ان کرسیوں پر ڈالنے کے بعد وہ خاموشی سے بیٹھ گئے۔

ڈاکومنٹس؟'' ماسک والے آدمی نے ہاتھ آگے بڑھایا اور کسی فائل کا مطالبہ کیا، اس کی آواز بھاری تھی جس سے اندازہ لگایا جا سکتا تھا کہ اس کی عمر تیس سے پینتیس سال ہے۔

ان دونوں نے اپنے اپنے ڈاکومنٹس اس کی طرف بڑھا دیے جس میں شناختی کارڈ، پاسپورٹ اور مختلف چیزیں تھیں، اس شخص نے یہ فائلیں گارڈ کو تھمائیں اور ر آنکھوں ہی آنکھوں میں اشارہ کیا، گارڈ وہ فائلز لے کر اندر چلا گیا۔

تو آپ ہیں مسٹر جیف! جنہوں نے مجھ سے رابطہ کیا تھا۔'' وہ شخص ٹوٹی پھوٹی انگریزی میں بولا: لہجے سے ظاہر ہو رہا تھا کہ یہ رشین ہے۔

جی سر!''

آپ مجھے یہ بتائیں کہ امریکی دفاعی ادارے میں کام کرنے کے باوجود آپ ان کے خلاف کیوں جانا چاہتے ہیں؟''

اس کے پوچھنے پر جیف بولا:

کیونکہ میں تمام سچائی کو جان لینے کے بعد اسے نظر انداز نہیں کرسکتا ہوں، جو ثبوت میں نے آپ کو دکھائے تھے وہ ایک ٹریلر تھا، میں ان دفاعی اداروں کا اصل چہرہ پوری دنیا کے سامنے لانا چاہتا ہوں جس کے لئے مجھے آپ کی مدد کی ضرورت ہے اورامریکہ میں رہ کر یہ ممکن نہیں ہے۔''

اپنا مدعا بیان کرنے کے بعد وہ خاموش ہو گیا، رشین آفیسر نے ان دونوں کو بغور دیکھا پھر بولا:

آپ نے جو تفصیلات ہمیں فراہم کیں ہیں، اگر اس کے متعلق آپ کے پاس واقعی کوئی ثبوت ہیں تو ہم ضرور اسے دیکھنا چاہیں گے لیکن اس کے لئے پہلے ہمیں اپنے طریقے سے آپ لوگوں کی انویسٹی گیشن کرنا ہو گی، جس کے بعد ہم جلد رابطہ کریں گے۔''

یہ کہہ کر وہ آفیسر اٹھ کھڑا ہوا، وہاں سے واپسی کے بعد گریس نے جیف سے پوچھا:

تمہیں لگتا ہے کہ وہ ہماری مدد کریں گے؟''

وہ ضرور کریں گے! جو ثبوت ہمارے پاس ہیں وہ ان کے لئے بہت اہمیت رکھتے ہیں، اس موقع کو وہ کبھی بھی ہاتھ سے جانے نہیں دینا چاہیں گے۔''

جیف کی بات پر اسے کچھ تسلی ہوئی، جتنا آگے وہ نکل چکے تھے، اب واپسی کی کوئی گنجائش باقی بچی بھی نہیں تھی۔

☆☆☆☆☆

کل جمعہ تھا اور جبریل کا نکاح تھا، وہ رات دیر تک ایک دوسرے سے باتیں کرتے رہے، نہ جانے کتنے عرصے بعد اس نے جبریل کے لہجے میں یہ خوشی محسوس کی تھی، اس کا دل کر رہا تھا کہ وہ اڑ کر اس کے پاس پہنچ جائے اور اس کی زندگی کے اس

خاص دن کو مزید خاص بنا دے، کل جمعے کی وجہ سے کلاسز کا آف تھا سو اس نے ویڈیو کال کے ذریعے جبریل کے نکاح میں شرکت کا ارادہ کیا۔

رات بارہ بجے وہ جبریل سے بات کرنے کے بعد بالکنی سے اندر آیا، شامی سو چکا تھا، وہ بھی بستر پر لیٹ گیا، کافی دیر لیٹے رہنے کے باوجود نینداس کی آنکھوں سے کوسوں دور تھی، وہ چھت کو گھورتے ہوئے جبریل کے ساتھ گزرے بچپن سے لے کر لڑکپن تک کے تمام لمحات یاد کرنے لگا، اسی کیفیت میں رات کے ڈھائی بج گئے، یک دم اسے محسوس ہوا جیسے شامی اپنے بستر سے نیچے اترا ہو، رضائی سے ہلکا سا چہرہ باہر نکال کر اس نے ایک آنکھ کھول کر دیکھا تو شامی دروازے کے پیچھے لٹکا کوٹ پہن رہا تھا، کوٹ پہننے کے بعد شامی نے محتاط انداز میں اس کی طرف دیکھا اور سائیڈ ٹیبل پر جھک کر اسکیننگ کارڈ اٹھانے لگا، کارڈ اٹھا کر وہ آہستگی سے دروازے کی طرف بڑھا اور بغیر آواز پیدا کیئے باہر نکل گیا۔

اس کے باہر نکلتے ہی روحان اپنے بستر سے نیچے اترا، تیزی سے چپل پہننے کے بعد وہ اس کے پیچھے دروازہ کھول کر باہر نکل گیا، راہداری سنسنان تھی، دور دور تک کوئی بھی موجود نہیں تھا، وہ آہستگی سے قدم بڑھاتے ہوئے لفٹ کی طرف بڑھا، اس کے پہنچتے ہی لفٹ نیچے جا چکی تھی، اسے نیچے جاتا دیکھ کر اس نے تیزی سے سیڑھیوں کا رخ کیا اور جلدی جلدی اترنے لگا، آخری فلور سے نیچے اترتے ہوئے اس کی سانسیں پھول چکی تھیں، لفٹ رکی ہوئی تھی اور شامی جا چکا تھا، مایوسی کے عالم میں وہ اپنی گردن چاروں طرف گھما کر دیکھنے لگا، یک دم اسے شامی خارجی دروازے کی طرف جاتا دکھائی دیا جو پارکنگ ایریا کے قریب تھا، بمشکل گارڈ کی نظروں سے بچتا بچاتا وہ شامی

کا تعاقب کرنے کیلئے اس کے پیچھے چل دیا، ڈپارٹمنٹ سے باہر نکل کر شامی مین روڈ کی طرف مڑ گیا، اس نے بھی اپنی رفتار تیز کی اور مین روڈ پر آ گیا، وہ یہ بات سمجھنے سے قاصر تھا کہ آخر شامی اپنے بھائی سے بات کرنے کے لئے کہاں جاتا ہے؟

مین روڈ کے دائیں طرف ایک گلی گزر رہی تھی، شامی اس گلی میں مڑ گیا، وہ بھی اس کے پیچھے گلی میں مڑا، یہاں چاروں طرف ایک جیسی بلڈنگیں تھیں جن میں درجنوں چھوٹے فلیٹس بنے ہوئے تھے، معلوم ہو رہا تھا کہ یہاں استنبول کے مڈل کلاس طبقے سے تعلق رکھنے والے لوگ رہتے ہیں یا پھر وہ مسافر جو جاب کے سلسلے میں رہائش پذیر ہوں، کچھ دور چلنے کے بعد وہ ایک پرانی سی بلڈنگ میں داخل ہو گیا، اس نے چونک کر بلڈنگ کی حالت پر ایک نگاہ ڈالی پھر اس کے پیچھے اندر داخل ہو گیا، یہ چار منزلہ عمارت تھی جس میں لفٹ نہیں تھی، ہر فلور پر چار فلیٹس بنے ہوئے تھے، وہ ایک مخصوص فاصلہ رکھتے ہوئے محتاط انداز میں اس کے پیچھے پیچھے سیڑھیاں چڑھنے لگا، بالآخر شامی تیسرے فلور پر رک گیا، روحان دیوار کی اوٹ سے اسے دیکھتا رہا، 312 نمبر کے دروازے کے باہر وہ رکا اور جیب سے چابی نکالی، اس گھر کے دروازے کا رنگ کالا تھا، چابی لاک میں گھمانے کے بعد وہ اندر داخل ہو گیا اور دروازہ بند کر لیا۔ وہ وہیں کھڑا کافی دیر اس بند دروازے کو حیرت سے دیکھتا رہا، آخر شامی اس فلیٹ میں کیا کرنے آتا ہے؟

اس کا ذہن مزید الجھ چکا تھا، وہ تیزی سے واپس جانے کے لئے مڑا، دس منٹ بعد وہ اپنے ڈپارٹمنٹ واپس پہنچا، ابھی وہ لفٹ کی طرف بڑھ رہا تھا کہ اس کا ٹکراؤ گارڈ سے ہو گیا، گارڈ سلیمان اپنی کمر پر ہاتھ رکھے بڑی بڑی آنکھوں سے اسے گھور رہا تھا۔

کہاں سے آ رہے ہو لڑکے؟'' دل کی دھڑکن پر قابو پاتے ہوئے اس نے اپنے

لہجے کو حتی الامکان نارمل رکھتے ہوئے کہا:

مجھے دمے کی بیماری ہے، کمرے میں گھٹن ہورہی تھی اسی لئے باہر آ گیا۔" فوری طور پر اس کے ذہن میں جو بہانہ آیا وہ یہی تھا۔

طلباء کو رات کے وقت نکلنے کی اجازت نہیں ہے، فوراً اپنے کمرے میں جاؤ اور انہیلر سے کام چلاؤ، اگر کسی استاد نے تمہیں دیکھ لیا تو خیر نہیں ہوگی۔"

گارڈ کی بات پر اس نے سر ہلایا اور معذرت کرتے ہوئے لفٹ کی طرف بڑھ گیا۔

کمرے میں پہنچنے کے بعد وہ کافی دیر اپنے بستر پر بیٹھا سوچتا رہا، کچھ سوچتے ہوئے وہ اٹھا اور شامی کی سائیڈ ٹیبل کے نزدیک آیا، دراز کھول کر وہ اب اس کے سامان کی تلاشی لینے لگا، کوئی اور حالات ہوتے تو وہ ایسی غیر اخلاقی حرکت کرنے کا سوچ بھی نہیں سکتا تھا لیکن اس وقت اس کے ذہن میں شامی کو لے کر ڈھیروں سوال اٹھ رہے تھے جس کا جواب وہ ڈھونڈنا چاہتا تھا، نہ جانے شامی کون تھا اور رات کے اس پہر کیوں اٹھ اٹھ کر ایک سنسان اپارٹمنٹ میں جاتا تھا؟ آخر اس اپارٹمنٹ میں وہ کیا کرنے جاتا تھا؟ اس کے ذہن میں اس وقت طرح طرح کے خدشات جنم لے رہے تھے۔

سائیڈ ٹیبل کے اندر مختلف کاغذات رکھے ہوئے تھے، وہ فائلز اٹھا کر انہیں کھول کھول کر دیکھتا رہا، یک دم اسے اس فائل کے نیچے چند کارڈز رکھے دکھائی دیے، ان کارڈز کو باہر نکالنے کے بعد اس نے الٹ پلٹ کر دیکھا، اگلے ہی لمحے اس کا ذہن ماؤف ہو گیا اور وہ حیرت کے سمندر میں ڈوبتا چلا گیا۔

☆☆☆☆☆

وہ چاروں اس وقت آفس میں موجود اپنے اگلے لائحہ عمل کو پلین کر رہے تھے۔

مائیک کا گھر محفوظ ہے، آفس کے بعد میں اور مائیک اس ویڈیو پر کام کریں گے، پہلے ہم تمام ثبوتوں کو ایک جگہ اکھٹا کریں گے، پھر میں اپنی آواز میں ایک کہانی ریکارڈ کروں گا جسے مائیک ایڈیٹنگ کر کے ویڈیو کے اوپر سیٹ کرے گا۔''

جیف کی بات پر مائیک نے سر ہلایا: ''اوکے باس!''

تم اور گریس چاروں طرف نظر رکھو گے، مجھے لگتا ہے کہ کسی کو ہم پر شک ہے اسی لئے ہمیں اپنی آنکھیں کھلی رکھنی ہوں گی۔'' انہیں تاکید کرنے کے بعد وہ مائیک کی طرف بڑھا۔

سارا ڈیٹا جہاں جہاں سیو ہے اسے اکھٹا کر کے میرے لیپ ٹاپ میں کاپی کر دو، اسے ایک ہی جگہ رکھنا زیادہ بہتر ہوگا۔''

اوکے باس!'' اس نے سر ہلا کر حکم کی تعمیل شروع کر دی۔

کیا اس جاسوس نے کوئی رابطہ کیا؟'' گریس نے ان دونوں کو مخاطب کر کے پوچھا:

جواباً مائیک نے نفی میں سر ہلا دیا۔

کرے گا، بہت جلد کرے گا!'' جیف کا لہجہ پر امید تھا۔

شام کو آفس سے فارغ ہونے کے بعد جیف مائیک کے ساتھ اس کے گھر پہنچا، مائیک ایک عام سی سوسائٹی میں رہتا تھا، یہ ایک چھوٹا سا کاٹج نما گھر تھا جس کی خاص بات یہ تھی کہ یہاں ایک تہ خانہ موجود تھا جس کے اندر مائیک نے ایک چھوٹا سا آپریٹنگ روم بنایا ہوا تھا، جب سے وہ ایف بی آئی کے لئے کام کرتا تھا اس وقت سے یہ آپریٹنگ روم یہاں قائم تھا، اس کے دروازے ساؤنڈ پروف تھے اور یہاں

لیٹسٹ ماڈل کے کمپیوٹر رکھے تھے، مائیک کے ڈارک ویب کا کمیونیکیشن سسٹم بھی یہیں سے آپریٹ ہو رہا تھا، یہ اس خفیہ مشن کے لئے ایک محفوظ جگہ تھی جہاں کسی کا بھی دھیان نہیں جا سکتا تھا۔

وہ دونوں رات دیر تک ان ویڈیوز پر کام کرتے رہے، سب سے پہلی ڈیڈیو وہ سی سی ٹی وی ریکارڈنگ تھی جس کے بعد ڈیزی کارنر کی موت ہوئی تھی، ایک ایک کر کے وہ تمام ثبوتوں کو جوڑتے گئے، ساتھ ہی وہ اپنے کارڈ بورڈ پر نشان لگاتا گیا، بالآخر کئی گھنٹوں کی انتھک محنت کے بعد ایک مکمل ویڈیو تیار ہو گئی، اب وائس اوور کی باری تھی جسے انہوں نے اگلے دن پر ڈال کر کمپیوٹرز آف کر دیے۔

☆☆☆☆☆

اسکرین کی روشنی اس کی آنکھوں میں پڑ رہی تھی، چہرہ تناؤ کا شکار تھا، بایاں ہاتھ بڑھی ہوئی شیو کے اوپر پھیرتے ہوئے دائیں ہاتھ سے وہ مسلسل کی بورڈ کے بٹنز کو دبا رہا تھا، کمرے میں موجود بتی کافی مدھم تھی، اس کے سامنے تین کمپیوٹر رکھے تھے جس میں سے درمیان والے کمپیوٹر کے آگے وہ اسٹول کھینچ کر بیٹھا ہوا تھا، سوئچ بورڈ اس کے پاؤں میں پڑا تھا اور تاریں ایک دوسرے میں الجھی ہوئی تھیں، دائیں جانب ایک پرانا سا صوفہ رکھا تھا، اس کمرے میں ان چیزوں کے سوا اور کوئی سامان نہیں تھا۔ مسلسل کچھ ٹائپ کرنے کے بعد اس نے سینڈ کا بٹن دبا دیا اور دائیں ہاتھ کے ناخنوں کو دانتوں سے چبانے لگا۔

☆☆☆☆☆

وہ آفس میں داخل ہوا ہی تھا کہ مائیک دوڑتا ہوا اس کی طرف آیا:

جیف !اس جاسوس کی طرف سے جواب آ گیا ہے، اس نے ہمارے ڈارک ویب کے ایڈرس پر رابطہ کیا ہے۔‘‘

یہ سن کر وہ اپنا سامان وہیں چھوڑے تیزی سے جیف کے کمپیوٹر کی طرف بڑھا اور جھک کر میسج پڑھنے لگا۔

کون ہو تم اور کیا چاہتے ہو؟‘‘

اب؟‘‘ مائیک نے سوالیہ نگاہوں سے اس کی طرف دیکھا:

اسے کال ملاؤ، میں بات کرنا چاہتا ہوں۔‘‘ جیف کی بات پر سر ہلاتے ہوئے وہ کمپیوٹر پر جھکا، کچھ دیر بعد اس نے ڈارک ویب کے ذریعے اس جاسوس کو کال ملا دی، دوسری طرف سے چند سیکنڈز بعد کال اٹھالی گئی اور محتاط انداز میں ہیلو کہا گیا:

ہیلو قاسم بن المنصور صاحب!‘‘ جیف کی پہلی بات نے ہی اسے چونکنے پر مجبور کر دیا، اس کی اصل شناخت تک پہنچنے والا یہ بندہ کوئی عام نہیں ہوسکتا تھا، اپنے خشک ہونٹوں پر زبان پھیرتے ہوئے اس نے کہا:

کون ہو تم اور کیا چاہتے ہو مجھ سے؟‘‘

میرے پاس تمہاری اصل شناخت سمیت تمام بایو ڈیٹا موجود ہے جو کہ یقیناً تم نہیں چاہو گے کہ سی آئی اے کے ہاتھ لگے۔‘‘

سی آئی اے کا نام سن کر وہ ایک بار پھر چونکا، اب کی بار اس کے ماتھے پر پسینے کے چند قطرے بھی نمودار ہوئے تھے۔

تمہارا مارتھا۔۔۔۔۔۔۔(پورا نام) سے کیا تعلق ہے؟‘‘

مارتھا کا نام سن کر اس کی پیشانی پر بل پڑ گئے، اب کی بار وہ محتاط انداز میں بولا:

کون مارتھا؟ میں نہیں جانتا کہ تم لوگ کون ہو اور مجھ سے کیا چاہتے ہو؟''

جان جاؤ گے، پہلے یہ بتاؤ کہ مارتھا کو پچھلے ایک ماہ سے مسلسل کالز کر کے کیوں بلیک میل کر رہے ہو؟ آخر تمہیں اس سے کیا چاہیئے؟''

میں مارتھا کو نہیں جانتا!'' وہ بدستور لاعلمی ظاہر کرتے ہوئے بولا:

اب کی بار جیف نے پہلے سے کہیں زیادہ سختی سے پوچھا:

تم مارتھا کو نہیں جانتے؟ میرے پاس تمہاری ''Anonymous'' کالز کے ریکارڈ موجود ہیں، اسی کے ذریعے میں نے تمہیں ٹریس کیا ہے، اب شرافت سے بتاؤ کہ مارتھا کو بلیک میل کیوں کر رہے ہو؟''

اس کے منہ سے ہلکی سی سسکاری نکلی، وہ اپنے کام کا پکا تھا پھر کیسے کوئی اس تک پہنچ گیا تھا؟ اس کے پاس اعتراف کرنے کے علاوہ کوئی دوسرا راستہ نہیں تھا، اگر کوئی اس کی ذاتی معلومات لیک کر دیتا تو اس کے بہت سارے ''دوسرے'' کام متاثر ہو سکتے تھے جن کا رسک فی الوقت وہ نہیں لے سکتا تھا۔

اس نے میرے ساتھ دھوکہ کیا، میں اس سے اپنے دھوکے کا حساب لینا چاہتا ہوں، مگر تمہارا اس سے کیا تعلق ہے؟''

دھوکا؟ کیسا دھوکا؟'' جیف چونکا!

یہ میں تمہیں نہیں بتا سکتا، پہلے تم مجھے بتاؤ کہ تم ہو کون؟'' جاسوس کے سوال پر اس نے چند لمحے سوچتے ہوئے کہا:

میرا نام جیف اینڈرسن ہے اور میں مارتھا کا دوست ہوں، اس کے ساتھ کام کرتا ہوں، تم میری دوست کو کیوں بلیک میل کر رہے ہو؟''

یہ بات اپنی دوست سے پوچھو کہ آخر اس نے کیا کیا ہے؟ میں نے تو اس کے ساتھ ڈیل کی تھی، اسی نے وعدہ خلافی کی ہے۔''

ڈیل، کیسی ڈیل؟''اس نے مزید کریدنا چاہا۔

وہ اپنے ملک کی ایجنسیوں کے کارناموں پر پردہ ڈال رہی ہے، وہ صحافی ہوکر اپنے پیشے کے ساتھ مخلص نہیں ہے، اس نے مجھے بھی دھوکے میں رکھا، میں اسے نہیں چھوڑوں گا اوراس کی حقیقت سی آئی اے کو بتادوں گا، جس کے بعداس کی لاش کا ایک ٹکڑا بھی اس زمین پرنہیں ملے گا۔''

وہ دبے دبے غصے کا اظہار کرتے ہوئے بولا:

جیف نے ایک گہری سانس بھری اور جواب دیا:''اس کی لاش کاٹکڑااب واقعی نہیں ملنا کیونکہ وہ اس دنیا میں نہیں رہی، اس نے خودکشی کرلی ہے اورتم اس کی موت کے ذمہ دارہو!''

اس بات پر وہ بری طرح چونکا! کیااسی وجہ سے وہ میرا فون نہیں اٹھارہی تھی؟

تم میری دوست کو بلیک میل کرتے رہے، اسی خوف سے اس نے خودکشی کرلی، تم نے ایسا کیوں کیا؟''وہ اس سے پوچھ رہا تھا:

میرااس کی موت سے کوئی لینا دینا نہیں، شیر کی ایک دن کی زندگی گیدڑ کی سوسالہ زندگی سے بہتر ہے، اس کی موت میری دھمکی دینے سے نہیں بلکہ اس کے اپنے خوف سے ہوئی ہے، اس کا خوف اسے لے ڈوبا ہے۔''

اس بات پر جیف نے گردن گھما کر مائیک کی طرف دیکھا جوان دونوں کی گفتگو کو بغورسن رہا تھا۔

تم نے مارتھا کو جو ثبوت بھیجے تھے وہ میرے پاس ہیں، آخر تم کیوں چاہتے تھے کہ وہ ثبوت شائع کئے جائیں؟''

اس سوال کے جواب میں وہ کافی دیر خاموش رہا پھر بولا:

کیونکہ تم لوگوں نے میرے پیارے وطن کو اپنی لالچ کے پیچھے برباد کر دیا، میں وہ عراقی ہوں جو تمہارے ظلم وستم کی تصویر ہے، جب تک میں اپنا انتقام نہیں لے لیتا اس وقت تک چین سے نہیں بیٹھوں گا اور تم مجھے کبھی نہیں ڈھونڈ سکتے ہو، میری تفصیلات سی آئی اے کو دینا چاہتے ہو تو دے دو۔''

یہ کہہ کر اس نے کال کاٹ دی، وہ دونوں حیرت سے ایک دوسرے کا منہ تکنے لگے!

☆☆☆☆☆

جمعہ کی نماز کے بعد جبریل کا نکاح شروع ہو چکا تھا، اس نکاح میں وہ اور شامی دونوں ویڈیو کال کے ذریعے شریک ہوئے تھے، نکاح کے بعد وہ دونوں جبریل کی طرف سے مٹھائی کھانے استقلال اسٹریٹ آئے، شامی کے کہنے پر ان دونوں نے بکلاوے کا آرڈر دیا، شامی نے بتایا کہ اس سویٹ ڈش کو Ottoman Topkapi محل کے کچن میں ایجاد کیا گیا تھا جو سلطنت عثمانیہ کی انتظامیہ کا ہیڈکوارٹر سمجھا جاتا تھا، اس وجہ سے یہ ڈش ترکوں کو ورثے میں ملی تھی، اس کے ذائقے میں پہلے کی نسبت کافی تبدیلی آ چکی تھی اور یہ کریم اور پستوں کی فلنگ کے ساتھ زیادہ مزے دار لگتا تھا۔

میں نے ہمیشہ اس کے بارے میں سنا تھا، آج کھا کر یقین آ گیا کہ یہ بہترین سویٹ ڈش ہے!'' وہاں سے واپسی پر روحان نے کہا:

ہماری ہر ڈش ہی کمال کی ہے، پتہ ہے بکلاوا صرف ترکوں کی نہیں بلکہ عربوں کی بھی خاص مٹھائی ہے!''

وہ ہمیشہ کی طرح اپنے کھانوں پر فخر کرتے ہوئے بولا: کچھ دیر استقلال اسٹریٹ پر ٹہلنے کے بعد وہ اپنے کمرے میں واپس آ گئے، چھٹی کے دن انہیں کافی سارا کام کرنے کو ملا تھا جو شام سے پہلے مکمل کرنا تھا۔

جبریل کو اس مٹھائی کا شکریہ ادا کر دینا، مزہ آ گیا آج تو!'' یہ کہتے ہوئے وہ سائیڈ ٹیبل کا دراز کھولنے لگا، روحان نے آہستگی سے سر کو جنبش دی اور جبریل کو بکلاوے کی تصویریں بھیج کر شکریہ ادا کرنے لگا، جواب میں جبریل نے اپنے نکاح کی تصویریں اسے بھیجیں جنہیں ڈاؤن لوڈ کرنے کے بعد اس نے کھولا، وہاں شہریار، احمد، شہزاد، فیصل اور شاہذیب بیٹھے مسکرا رہے تھے، ان کے درمیان جبریل دولہا بنا بیٹھا تھا جس کے گلے میں پھولوں کا ہار تھا، نیچے لکھا تھا:

''اس تصویر کے مکمل ہونے میں صرف تمہاری کمی ہے۔''

نہ چاہتے ہوئے بھی اس کی آنکھیں نم ہو گئیں، موبائل بستر پر رکھتے ہوئے اس نے شامی کی طرف دیکھا جو ابھی بھی کچھ ڈھونڈ رہا تھا، کچھ سوچتے ہوئے وہ اپنی جگہ سے اٹھا اور اس کے قریب آیا:

کیا ڈھونڈ رہے ہو؟ یہ؟''

ساتھ ہی اس نے اپنے ہاتھ میں پکڑے چند کارڈز اس کی طرف بڑھائے جنہیں دیکھ کر وہ بری طرح چونکا!

وہ...... ہاں شاید!'' فوری طور پر اسے سمجھ نہیں آیا کہ کس ردعمل کا مظاہرہ کرے؟

روحان نے اس کے چہرے سے نظریں ہٹائے بغیر طنزیہ لہجے میں کہا:

قاسم بن المنصور عرف شامی!'' یہ سن کر شامی کے چہرے کا رنگ پھیکا پڑ گیا!

تمہیں کیا لگا تھا؟ ایک کمرے میں رہتے ہوئے میں تمہاری اصلیت نہیں جان سکوں گا؟ روزانہ رات کو جس فلیٹ میں تم جاتے ہو، کیا مجھے کبھی اس کے بارے میں پتہ نہیں چلے گا؟''

روحان کی بات پر وہ بری طرح بوکھلا گیا!

تم......تم نے میری جاسوسی کی تھی؟''

ہاں! ایک جاسوس کی جاسوسی کی تھی، اب اگر تم چاہتے ہو کہ میں تمہاری حقیقت انتظامیہ کو نہ بتاؤں تو مجھے ابھی کے ابھی بتاؤ کہ تم کون ہو؟ اپنی شناخت بدل کر یہاں کیا کر رہے ہو اور اس فلیٹ میں کیوں جاتے ہو؟'' روحان کا لہجہ اجنبی تھا، ایک ہی دن میں شامی کی شناخت اس کے لئے مشکوک ہو چکی تھی، یہ دیکھ کر کہ اس کے پاس اب کوئی راستہ نہیں بچا تھا سوائے اس کے کہ وہ روحان کو اعتماد میں لے کر اپنی حقیقت بتا دیتا، وہ بولا:

ٹھیک ہے، میں تمہیں سب کچھ بتاؤں گا لیکن تمہیں مجھ سے وعدہ کرنا ہوگا کہ تم اس بات کا ذکر کسی سے نہیں کرو گے۔''

اس بات پر روحان نے جواب دیا:'' یہ فیصلہ میں تمہاری اصلیت جاننے کے بعد کروں گا۔''

شامی نے ایک گہرا سانس بھرا اور تھکے ہوئے انداز میں بستر پر بیٹھ گیا، کچھ دیر بعد اس نے بولنا شروع کیا:

یہ کہانی شروع ہوتی ہے سن دو ہزار تین سے، اس وقت میں چار سال کا تھا، ہمارا ایک بہت خوبصورت گھر تھا جہاں میں اپنے تین بھائیوں اور دو بہنوں کے ساتھ رہتا تھا، میرے سارے بہن بھائی مجھ سے بڑے تھے، میرا بڑا بھائی پندرہ سال کا تھا اور وہ فوجی بننا چاہتا تھا، اس وقت اس نے عراق ملٹری ٹیسٹ کے لئے اپلائی کیا تھا، اس کا ٹیسٹ کلیئر ہو گیا اور وہ ''Kirkush'' ملٹری ٹریننگ بیس چلا گیا، ان دنوں امریکہ اور ویسٹ میں مسلمانوں کو لے کر خوف پھیل گیا تھا، لوگ نائن الیون کے حادثے کا قصور وار داڑھی، ٹوپی والے مسلمانوں کو سمجھتے تھے۔''

وہ سانس لینے کو رکا، روحان اسے خاموشی سے سن رہا تھا:

اس وقت ہمارے ملک کا پریذیڈنٹ صدام حسین تھا، جس نے امریکہ کی جابرانہ پالیسیوں کی وجہ سے ان کے ساتھ تیل کے کانٹریکٹ کو لے کر سختی برتنا شروع کر دی تھی، امریکہ کے پریذیڈنٹ جارج بش نے صدام حسین کو سبق سکھانے کا فیصلہ کیا اور اس کے اقتدار کا تختہ الٹنے کے لئے ہم پر حملہ کرنے کا منصوبہ بنایا، بظاہر یہ کہہ کر ہم پر حملہ کیا کہ ہمارے ملک میں ''Weapons of Mass Destruction'' پائے گئے ہیں اور صدام حسین کا ہاتھ نائن الیون حادثے میں القاعدہ کو سپورٹ کرنے میں رہا ہے لیکن ان دونوں باتوں کا کوئی ثبوت نہیں تھا، نہ کبھی دیا گیا''۔

وہ سانس لینے کو رکا:

جیسے جیسے میں بڑا ہوتا گیا، مجھے اصل کہانی سمجھ آنے لگی، 1990ء میں امریکی پریزیڈنٹ ''Dick Cheney'' نے کہا تھا کہ جس کے ہاتھ میں مڈل ایسٹ

کے تیل کا کنٹرول آجائے گا وہ نہ صرف پوری دنیا کی اکانومی پر راج کرے گا بلکہ دنیا کے بیشتر ممالک کا کنٹرول بھی اسی کے ہاتھ میں آجائے گا اور یہی ہوا! دو ہزار تین تک عراق میں تیل کی پیداوار اتنی بڑھ گئی تھی کہ ہم روزانہ کی بنیاد پر تین ملین ''Barrels'' تیل نکال رہے تھے اور ابھی اس کے چانسز دو گنا مزید بڑھ جانے کے تھے، ہم مڈل ایسٹ کے درمیان میں بیٹھے پوری دنیا کا ساٹھ فیصد آئل ریزرو کنٹرول کررہے تھے تو یہ بات امریکہ سے کیسے برداشت ہوسکتی تھی؟ اگر یوں ہی چلتا رہتا تو آج امریکہ، برطانیہ اور یورپ سمیت تمام دشمنانِ اسلام کی ترقی کی ڈوریں ہمارے ہاتھ میں ہوتیں، یہ وہ خطرات تھے جنہیں محسوس کرکے امریکی صدر ''George W. Bush'' نے سی آئی اے کے ساتھ مل کر عراق کو اندر سے کھوکھلا کرنے کا بھیانک منصوبہ بنایا اور اسے ''آپریشن عراقی آزادی'' کا نام دے کر اپنی بھاری نفری کے ساتھ ہم پر ٹوٹ پڑا۔''

شامی کی آواز میں موجود دکھ کو وہ محسوس کرسکتا تھا:

دو ہزار تین سے شروع ہونے والی یہ جنگ دو ہزار گیارہ تک چلتی رہی، ہماری آئل فیلڈز کے اوپر قبضہ کرلیا گیا جو ان کا اصل مقصد تھا، ہم پر دنیا نے ڈھیروں پابندیاں لگا دیں، انفرااسٹرکچر کو اتنا نقصان پہنچایا گیا کہ میرے ملک کی خوبصورتی کچرے کا ڈھیر بن کر رہ گئی، ہم بے گھر ہوگئے، لاکھوں عراقی مارے گئے، لاکھوں فوجی مارے گئے، میرا بھائی بھی اس جنگ میں شہید ہوگیا اور ہم سب ایک محفوظ ٹھکانہ ڈھونڈنے کی خاطر بچپن میں ہی ایک دوسرے سے بچھڑ گئے۔''

میری بڑی بہن اور بھائی فنڈز کے ذریعے بہت مشکلوں سے ملک چھوڑ کر یمن

چلے گئے ، میں امی، ابو اور چھوٹے بہن بھائی کے ساتھ کئی سال محفوظ ٹھکانہ ڈھونڈ تا رہا، وہ عمر جو خواب دیکھنے کی تھی، جو تیار ہو کر اسکول جانے کی تھی ، وہ دو وقت کی روٹی کمانے کی نذر ہوگئی، میں ایک مزدور بن گیا اور دن رات کام کرتا رہا، جس وقت یہ جنگی دور ختم ہوا تو میری عمر پندرہ سال ہو چکی تھی ، میں نے اسی وقت یہ عزم کر لیا تھا کہ اپنی قوم کا بدلہ لے کر رہوں گا،، نو سال ہو چکے ہیں اور میں اس دن کا منتظر ہوں جس دن امریکی دفاعی ایجنسیوں کا اصل چہرہ دنیا کے سامنے لانے میں کامیاب ہو جاؤں ، پہلے پہل میں نے آئی ایس آئی ایس کے ساتھ ملٹری ٹریننگ حاصل کی لیکن پھر مجھے احساس ہو گیا کہ یہ تنظیم بھی امریکی اشاروں پر کام کر رہی ہے۔‘‘

اس کی بات پر روحان چونکا!

میں اس سے الگ ہو گیا کیونکہ مجھے ہر اس انسان سے نفرت ہے جو امریکہ کے لئے کام کرتا ہے، پھر میں نے اپنے کچھ دوستوں کے ساتھ مل کر ایک نیٹ ورک بنایا، ہم تھوڑے ہیں لیکن پوری دنیا میں پھیلے ہوئے ہیں، ہم نے کئی سی آئی اے افسران کو بلیک میل کر کے کئی قسم کے کام نکلوائے ہیں، یہ سب لوگ بظاہر جتنے مضبوط دکھائی دے رہے ہوتے ہیں، اندر سے اتنے ہی کھوکھلے اور ڈرپوک ہیں۔‘‘

وہ خاموش ہوا تو روحان بولا:

لیکن تم اکیلے کیسے پوری قوم کا بدلہ لو گے؟

تو اور کیا کروں؟ جب اس وقت ہمارا ساتھ دینے کے لئے تمام مسلمان ممالک اکھٹے نہیں ہوئے تو اب انتقام لینے کے لئے کون ہو گا؟ یہ تمام عرب ممالک ان کے غلام ہیں، میں اس دن بھی وہاں موجود تھا جب عرب کے حکمران محمد بن سعید تیل کے

عوض مسلمانوں کی جانوں کا سودا کر رہے تھے، یہ جانتے ہوئے بھی کہ نیکولس براؤن کی بنائی ہوئی کمپنی کے ہتھیار ہمارے خلاف جنگوں میں استعمال ہو رہے ہیں، یہ انہی کا تیل ہے جو امریکی ہتھیاروں میں استعمال ہو رہا ہے اور وہ ہتھیار ہمارے لوگوں کے جسم کے ٹکڑے کرنے میں استعمال کئے جا رہے ہیں۔''

روحان کا سر شرمندگی سے جھک گیا تھا، وہ شامی کے دکھ کو محسوس کر سکتا تھا جس نے مسلمانوں کی بے حسی سہی تھی، جس نے در بدر ہو کر ٹھوکریں کھائی تھیں اور اپنے اندر نفرت کے اس بیج کو پالا تھا جو آج ایک تناور درخت بن چکا تھا۔

میں یہاں کسی کو نقصان پہنچانے نہیں آیا، اسلامک سینٹر کو جوائن کرنا میری اپنی خواہش تھی، رات کو تین بجے اٹھ کر جانا میری مجبوری ہے کیونکہ میں اپنی ٹیم کا ایک اہم کارکن ہوں جو پوری دنیا میں ہمارے مقصد کی تکمیل کی کوششوں میں سرگرداں ہیں۔''

اس کے پاس جاننے کے لئے مزید کچھ نہیں تھا، نہ جانے کتنی دیر وہ یوں ہی خاموش بیٹھا شامی کے بارے میں سوچتا رہا!

☆☆☆☆☆

رات آٹھ بجے وہ آفس سے باہر نکل کر لفٹ کی طرف بڑھی، اندر داخل ہونے کے بعد اس نے فرسٹ فلور کا بٹن پریس کیا، آج ڈی آئی کے کام کی وجہ سے وہ کافی لیٹ ہو گئی تھی، مائیک اور جیف پہلے ہی جا چکے تھے، انہیں آج اپنی کہانی ریکارڈ کرنا تھی، آرتھر ہمیشہ سے آفس ٹائمنگ آف ہوتے ہی نکل جاتا تھا کیونکہ اس کا گھر کافی دور تھا، وہ اوورٹائم نہیں دے سکتا تھا۔

لفٹ بیسمنٹ سے فرسٹ فلور کی طرف بڑھ رہی تھی جہاں پارکنگ ایریا تھا، یہ

گراؤنڈ فلور تھا جہاں لفٹ کے گلاس ڈور سے باہر یک دم اس کی نگاہ کسی چہرے پر پڑی، سیکنڈ کے ہزارویں حصے میں وہ اس شخص کو پہچان گئی جو جیمز واشنگٹن کے ساتھ کھڑا تھا، اس شخص کے ہاتھ میں ایک فائل تھی جسے وہ جیمز کی طرف بڑھا رہا تھا، ان دونوں کے چہروں پر مسکراہٹ تھی لیکن یہ مسکراہٹ پروفیشنل نہیں تھی، وہ چہرے پڑھنا جانتی تھی، منظر اس کی آنکھوں سے غائب ہو گیا اور لفٹ فرسٹ فلور کی طرف بڑھ گئی، اس کے رکتے ہی وہ تیزی سے باہر نکلی اور سیڑھیوں کی طرف دوڑی، گراؤنڈ فلور پر آنے کے بعد اس نے چاروں طرف نگاہ دوڑا کر اس چہرے کو ڈھونڈنا چاہا، وہ کہیں نہیں تھا، یقیناً وہ پارکنگ ایریا کی طرف گیا ہوگا، یہ سوچ کر وہ دوبارہ فرسٹ فلور پر آئی اور تیزی سے باہر نکل گئی۔

پارکنگ ایریا میں پہنچنے کے بعد اسے دور سے وہ شخص گاڑی میں بیٹھتا دکھائی دیا، وہ تیزی سے اپنی گاڑی کی طرف بڑھی، اندر بیٹھتے ہی اس نے چابی گھمائی اور گاڑی کا رخ اس شخص کی گاڑی کے پیچھے موڑ لیا، ساتھ ہی اس نے ڈیش بورڈ پر رکھا اپنا موبائل فون اٹھایا اور جیف کو کال ملانے لگی، دوسری طرف سے مسلسل رنگ جا رہی تھی لیکن شاید وہ دنوں اس وقت اپنا وائس اوور ریکارڈ کرنے میں مصروف تھے۔

اس شخص کی گاڑی اب دائیں جانب مڑ چکی تھی، گریس نے بھی اپنی گاڑی اس کے پیچھے موڑ لی، موبائل کو ڈیش بورڈ پر پھینکتے ہوئے اس نے دائیں ہاتھ سے چہرے پر آئے اپنے بالوں کو پیچھے کیا اور نظریں اس گاڑی کے تعاقب میں جما دیں۔

☆☆☆☆☆

''یہ کہانی ہے ڈیپ اسٹیٹ ''Deep state'' کی، ڈیپ اسٹیٹ کہتے ہیں

حکومتی ایجنسیوں اور طاقت ور لوگوں کے اس گروپ کو جو خفیہ طور پر ملکی پالیسیوں کو اپنے مفاد میں استعمال کر رہے ہوتے ہیں۔''

جیف کی آواز اس ساؤنڈ پروف کمرے میں گونج رہی تھی اور مائیک اپنے کیمرے میں اسے ریکارڈ کر رہا تھا۔

ڈیپ اسٹیٹ شاید ہر اس ملک میں موجود ہوتا ہے جہاں بے پناہ طاقت چند لوگوں کے ہاتھ میں دے دی جائے اور وہ لوگ اسے اپنے مفادات کی تکمیل کیلئے استعمال کرنا شروع کر دیں لیکن آج میں ایک ایسے ڈیپ اسٹیٹ کے بارے میں بتانے جا رہا ہوں جو نہ صرف اپنے ملک کو بلکہ پوری دنیا کو کنٹرول کر رہے ہیں۔''

اس کی آواز گہری ہوتی جا رہی تھی:

جی ہاں! میں بات کر رہا ہوں دنیا کی نامور ایجنسی سی آئی اے کی جس کا پرانا نام تھا ''OSS'' او ایس ایس کو ورلڈ وار ۲ کے درمیان نیو یارک کے ایک وکیل William Wild Bill نے بنانے کا مشورہ دیا، اس کے مطابق امریکہ کو ایک ایسی ایجنسی کی ضرورت تھی جہاں ذہین دماغ مل کر دشمنوں کے منصوبوں کو ناکام بنائیں اور دنیا کے جس کونے میں بھی امریکی آرمی جنگ لڑ رہی ہے، انہیں آپریٹ کر سکیں، او ایس ایس دوسری جنگ عظیم میں کامیابی کے ساتھ کام کرتی رہی اور بالآخر ولیم اس جنگ کا ہیرو قرار پایا، اس جنگ کے دوران انہوں نے کئی ایسے خفیہ آپریشنز کیے جس میں ہزاروں جانوں کو نقصان پہنچا لیکن یہ سب کچھ ملکی دفاع کے نام پر ہوتا رہا، جیسے ہی جنگ اپنے اختتام کو پہنچی او ایس ایس کو تحلیل کرنے کا حکم دے دیا گیا کیونکہ مستقل طور پر بے پناہ طاقت چند لوگوں کے ہاتھ میں دے دینا کسی طور بھی مناسب نہیں تھا۔

''

وہ ایک لمحے کو رکا اور سنسنی خیز انداز میں بولا:

لیکن اصل کھیل تو اب شروع ہوا تھا، طاقت کا کھیل!''

☆☆☆☆☆

اس شخص کی گاڑی مین شاہراہ سے ہوتی ہوئی اب کنال روڈ کی طرف بڑھ رہی تھی، گریس نے اس کے تعاقب میں اپنی اسپیڈ مزید بڑھا لی تھی، وہ اسے کراس کر کے سامنے آنا چاہتی تھی لیکن ان کے درمیان ابھی بھی کئی میٹرز کا فاصلہ موجود تھا۔

ایک بار پھر اس نے عجلت میں ڈیش بورڈ پر رکھا فون اٹھایا اور ونڈ اسکرین پر نگاہیں مرکوز کئے جیف کو کال ملائی، دوسری طرف سے چھٹی بیل پر بھی فون نہیں اٹھایا گیا، بالآخر تھک ہار کر اس نے فون دوبارہ ڈیش بورڈ پر رکھ دیا۔

☆☆☆☆☆

''ولیم وائیلڈ بل کو اس پورے عرصے میں جاسوسی، جھوٹ، فریب، بلیک میلنگ، مائنڈ کنٹرول اور بے پناہ طاقت کا نشہ چڑھ چکا تھا اور وہ کسی صورت نہیں چاہتا تھا کہ او ایس ایس کو تحلیل کر دیا جائے لیکن حکومتی ماہرین اور مفکرین اس بات کے خلاف تھے کہ صرف چند آدمیوں کے ہاتھ میں سنگین معلومات اور تمام ملکی اور غیر ملکی سرگرمیوں کا ڈیٹا دے دینا درست نہیں ہے، یوں ہم کچھ لوگوں کو وہ اقتدار دے رہے ہیں جس کے ذریعے تباہی آنے کا خطرہ ہے، اسی نظریے کے تحت او ایس ایس کو تحلیل کر دیا گیا''۔

وہ سانس لینے کو رکا، پھر دوبارہ گویا ہوا:

یہ دوسری جنگ عظیم کے کچھ ہی عرصے بعد 1947ء کی بات ہے، اس وقت امریکہ کے صدر ''Harry S.Truman'' تھے ،ان کے دورِ حکومت میں امریکہ اور سوویت یونین کے درمیان کولڈ وار شروع ہوگئی اور ماہرین کو پھر محسوس ہوا کہ ملکی تحفظ کے لئے ایک بار پھر او ایس ایس کی ضرورت ہے، نہ چاہتے ہوئے بھی ہیری نے یہ ڈیل سائن کردی اور او ایس ایس ایک نئے نام ''سی آئی اے'' کے ساتھ وجود میں آ گئی ،سی آئی اے نے نیشنل سیکیورٹی کے نام پر ہر قسم کی معلومات اپنے پاس جمع کرنا شروع کر دیں، آہستہ آہستہ اس کا عمل دخل ملکی پالیسیوں اور عوام کے ذاتی ڈیٹا میں بھی بڑھنے لگا ،عوام اس بات سے بے خبر تھے کہ ان کے اوپر انہی کی دفاعی ایجنسیاں جاسوس بن کر مسلط ہوچکی ہیں، اس کے بعد سی آئی اے کے راج کا دور شروع ہوا!''

☆☆☆☆☆

آدھے گھنٹے کی رش ڈرائیو کے بعد بالآخر اس شخص کی گاڑی ایک سوسائٹی میں داخل ہوئی، رفتار اب قدرے کم ہوچکی تھی، اسی موقع سے فائدہ اٹھا کر گریس نے اپنی گاڑی کی اسپیڈ بڑھاتے ہوئے موڑ کاٹا اور اس کے عین سامنے آ کر رک گئی، ٹائر کے چرچرانے کی آواز فضا میں گونجی اور نہ چاہتے ہوئے بھی اس شخص کو تیزی سے بریک لگانے پڑے، چہرے پر تناؤ لئے وہ شخص دروازہ کھول کر نیچے اتر آیا، گریس بھی گاڑی کا دروازہ کھول کر تیزی سے اتری اور اس شخص کے قریب پہنچتے ہی اسے گریبان سے پکڑ کر پیچھے کی طرف دھکیلا۔

تم پاگل ہوگئی ہو کیا؟ میرا کالر چھوڑو، کیا کر رہی ہو؟'' اچانک خود پر حملہ ہوتا دیکھ

کر وہ گھبرا گیا۔

پاگل تو تم ہو گئے ہو، ہم سوچتے رہے کہ آخر کیسے کسی کو ہم پر شک ہو سکتا ہے؟ ہم نے تو ہر کام راز داری سے کیا تھا؟ اب سمجھ آیا کہ دشمنوں کا جاسوس تو ہمارے درمیان ہی موجود تھا، آرتھر تم اصل غدار ہو!''

گریس کی سرخ آنکھوں اور بپھرے چہرے کو دیکھ کر وہ سٹپٹا گیا، چند سیکنڈز بعد اس نے اپنا کالر گریس کے ہاتھوں سے آزاد کرواتے ہوئے کہا:

ان باتوں کے لئے اب بہت دیر ہو چکی ہے گریس! بہتر ہے کہ تم میرے ساتھ شامل ہو جاؤ ورنہ یہ لوگ تمہیں بھی مار دیں گے۔''

آرتھر کی بات پر اس کا غصہ مزید بڑھ گیا!

تمہیں کیا لگتا ہے، میں بے وقوف ہوں جو تمہاری غداری میں شریک ہو جاؤں؟''

اس بات پر وہ زور سے ہنسا اور ہنستا چلا گیا:

غداری؟ اصل غدار تو تم لوگ ہو جو اپنے ہی ملک کے ساتھ مخلص نہیں ہو، تم لوگ اپنے ہی ملک کو پوری دنیا کے سامنے بدنام کرنا چاہتے ہو؟ مذاق بنوانا چاہتے ہو ہمارا؟''

آرتھر نے بلند آواز میں کہا: اس بات نے گریس کے غصے کو مزید ہوا دی، اس وقت اسے آرتھر سے اتنی شدید نفرت محسوس ہو رہی تھی کہ اگر اس کے پاس پستول ہوتی تو شاید وہ تمام گولیاں اس کے سینے میں اتار دیتی۔

تو تم یہ چاہتے ہو کہ ہم لوگ اپنی دفاعی ایجنسیوں کا اصل چہرہ دیکھ لینے کے باوجود صرف اس لئے خاموش رہیں کہ ہم سو کالڈ امیریکنز ہیں اور خود کو دنیا کی سپر پاور سمجھتے ہیں؟ کیا صرف اس بنیاد پر ہمارے لئے سب کچھ جائز ہے؟ اور تم یہ سب کچھ

دیکھنے اور سننے کے بعد بھی اپنے ضمیر کو راضی کر لو گے، اس نظام کا حصہ بننے کیلئے؟''

گریس کے سوالوں نے اسے لاجواب کر دیا تھا، ایک لمحے کے لئے ان کے درمیان خاموشی چھائی رہی، پھر آرتھر بولا:

اب کچھ نہیں ہوسکتا، بہت دیر ہوگئی ہے، ویسے بھی ہم دنیا کی ان ایجنسیوں سے دشمنی مول کر زندہ نہیں بچ پائیں گے۔''

اس کی بات پر گریس چونکی!

کس چیز کی دیر ہوگئی ہے؟''

واشنگٹن پولیس اب تک جیف اور مائیک کے تعاقب میں پہنچ چکی ہوگی اور اگر انہوں نے سارا ڈیٹا ان کے حوالے نہ کیا تو وہ دونوں مار دیے جائیں گے۔''

یہ کہہ کر وہ مزید آگے کو جھکا اور گریس کو کندھے سے پکڑ کر بولا:

گریس! میں تم سے پہلے دن سے محبت کرتا تھا لیکن تم نے میری محبت کو کبھی نہیں سمجھا، مجھے ہمیشہ نظر انداز کیا اور اس جیف کو اپنے لئے چن لیا، میں تمہارے اس رویے سے ٹوٹ گیا ہوں، آج تمہیں پتہ چلے گا کہ جب محبت چھن جاتی ہے تو کیسا محسوس ہوتا ہے؟ ابھی بھی وقت ہے میرے ساتھ چلو، ہم شادی کر کے ایک ساتھ بہترین زندگی گزاریں گے، تم جس چیز کے پیچھے بھاگ رہی ہو اس کا انجام صرف تنہائی اور موت ہے، کیا تم بھی مارتھا جیسی موت مرنا چاہتی ہو؟ خوف سے سسک سسک کے؟''

ایک جھٹکے سے اس نے اپنے کندھوں کو اس کی گرفت سے آزاد کیا اور نفرت بھرے لہجے میں بولی:

تم سے زیادہ گھٹیا انسان کوئی نہیں ہے جس نے اپنے ہی دوستوں کی پیٹھ میں چھرا گھونپا، میں تمہیں کبھی معاف نہیں کروں گی آرتھر!''

یہ کہہ کر وہ رکی نہیں اور تیزی سے گاڑی کی طرف بڑھ گئی، اس کا ذہن ماؤف ہو چکا تھا اور وہ ہر صورت ڈی سی پولیس سے پہلے مائیک اور جیف تک پہنچنا چاہتی تھی، آرتھر بے بسی سے اسے جاتے ہوئے دیکھتا رہا۔

☆☆☆☆☆

''سی آئی اے کے عروج کا دور''

اس نے اپنی بات کو جاری رکھا:

یہ وہ دور تھا جب سی آئی اے نے کئی خفیہ آپریشنز کے ذریعے دنیا بھر میں حکومتیں گرائیں، آپریشن ''AJAX''، آپریشن ''IRAQI FREEDOM'' آپریشن ''PHOENIX'' اور اس جیسے لاتعداد خفیہ آپریشنز جن کے ذریعے دوسرے ممالک کو کھوکھلا کیا گیا، خصوصی طور پر ان کے دفاعی سسٹم کو نشانہ بنایا اور اس سب کے بعد باری آتی ہے: ''مڈل ایسٹ کے تیل کی!''

اس کے بعد اس نے عراق سے شروع ہونے والی کہانی آئی ایس آئی ایس پر جا کر ختم کی، اسکرین پر تمام ثبوت ایک ایک کر کے دکھائے جا رہے تھے، سی سی ٹی وی ویڈیو، امریکی فوجیوں اور ہتھیاروں کا جنگوں میں استعمال ہونا، سی آئی اے ڈائریکٹر کی فرانسسکو سے ملاقات، ٹم ہارٹن کے ریسرچ پیپر وغیرہ۔''

''یہ تمام ثبوت اس بات کو ثابت کرنے کے لئے کافی ہیں کہ سی آئی اے کا عمل دخل نہ صرف ملکی بلکہ غیر ملکی سطح پر بھی کس قدر بڑھ چکا تھا کہ اب وہ سیاست کو بھی اپنے

ہاتھ میں لینا چاہتی تھی لیکن آخر ان جنگوں سے اور کس کو فائدہ پہنچ رہا تھا؟ تو یہاں شروع ہوتی ہے بیک ٹیل کی کہانی!''

ساتھ ہی بیک ٹیل کے شیئر ہولڈرز کی لسٹ اسکرین پر چلنے لگی:

کیا کبھی آپ کے ذہن میں یہ سوال آیا کہ جس ملک میں بھی جنگ چھڑتی ہے اس میں فوجیوں کے بہانے انفرااسٹرکچر کو کیوں نقصان پہنچایا جاتا ہے؟ کیوں عام شہریوں کو ان جنگوں میں دھکیلا جاتا ہے؟ حالانکہ یہ گلوبل وار پالیسیوں کے خلاف ہے؟ اس کی وجہ ہے ''بیک ٹیل'' جسے سی آئی اے کا ہی ایک حصہ سمجھا جاتا ہے۔

☆☆☆☆☆

پلیز جیف فون اٹھاؤ پلیز!'' وہ پریشانی کے عالم میں اسے مسلسل کالز کر رہی تھی، آرتھر پر اسے اسی وقت شک ہو گیا تھا جب اس نے اسے ولیم جیمز کے ساتھ دیکھا تھا، اسے آرتھر سے اس قسم کے دھوکے کی توقع نہیں تھی، وہ شاکڈ تھی لیکن اس وقت اس سے بھی زیادہ ضروری جیف اور مائیک کی سلامتی تھی اور اس ڈیٹا کو محفوظ کرنا تھا جو انتھک محنت کے بعد انہوں نے اکٹھا کیا تھا۔

☆☆☆☆☆

ویڈیو ریکارڈ ہو چکی تھی، وہ پانی کی بوتل اٹھانے کے لئے ٹیبل پر جھکا تو اس کی نگاہ اپنے سیل فون پر پڑی جس پر گریس کی کال آ رہی تھی۔

ایک منٹ رکو، گریس کال کر رہی ہے۔'' یہ کہہ کر اس نے فون کان سے لگا لیا:

ہیلو!''

جیف کی آواز سنتے ہی اس کی اٹکی ہوئی سانسیں بحال ہوئیں!

ہیلو، جیف ! میری بات سنو، یہ بہت اہم ہے۔''

گریس کیا ہوا،تم اتنا گھبرائی ہوئی کیوں ہو؟'' اس کے ماتھے پر بل پڑ گئے جسے دیکھتے ہوئے مائیک اس کے قریب آ گیا:

میری بات سنو!تم اور مائیک ابھی کے ابھی وہاں سے نکلو اور سارا ڈیٹا کمپیوٹر سے مٹا دو، پولیس کسی بھی وقت پہنچنے والی ہے۔''

پولیس؟ کیا مطلب؟''

سوال مت کرو جیف ! جیسا میں کہہ رہی ہوں ویسا کرو، بھاگو وہاں سے اور ڈیٹا ریموو کر دو!''

گریس کی بات پر سر ہلاتے ہوئے اس نے کہا:

ٹھیک ہے،تم کہاں ہو؟''

میں پہنچ رہی ہوں، گھر کے بیک ڈور پر، جلدی بھاگو وہاں سے!'' یہ کہہ کر اس نے کال ڈسکنیکٹ کر دی۔

مجھے لگتا ہے کہ انہیں ہم پر شک ہو گیا ہے باس!ایک کام کرو،تم یو ایس بی میں سارا ڈیٹا کاپی کر کے یہاں سے نکلو، میں انہیں سنبھال لوں گا۔''

نہیں مائیک ! گریس نے ہم دونوں کو یہاں سے بھاگنے کو کہا ہے،تم بھی چلو!''

جیف کی بات پر وہ بولا:

میں اگر بھاگ گیا تو ان کا شک یقین میں بدل جائے گا، اگر کمپیوٹرز میں ڈیٹا نہیں ہو گا تو وہ ہماری تلاش کے لئے ضرور نکلیں گے،اب جلدی کرو۔''

وہ دونوں تیزی سے تمام ڈیٹا یو ایس بی میں کاپی کرنے لگے، مائیک نے گھر میں

لگے سی سی ٹی وی کیمروں کی مدد سے باہر دیکھنے کی کوشش کی، اسے پولیس کی بھاری نفری اپنے گھر کے چاروں طرف پھیلی دکھائی دی۔

جیف! انہوں نے ہمیں گھیر لیا ہے، اس کمرے میں لگی تصویر کے پیچھے ایک دروازہ ہے، وہاں سے سیڑھیاں اوپر کو جا رہی ہیں، تم یو ایس بی لے کر گھر کے پچھلے راستے سے باہر نکلو، یہ راستہ گلی کی طرف نکلے گا۔"

مائیک کی تاکید پر اس نے سر ہلایا اور یو ایس بی کو جیب میں ڈالتے ہوئے تیزی سے دروازے کی طرف بڑھا جس کے اوپر مونا لیزا کی ایک بڑی سی پینٹنگ لگی ہوئی تھی، مائیک نے ہر قسم کے خطرات سے نمٹنے کے لئے اس گھر کو تیار کیا ہوا تھا، شاید وہ ایف بی آئی میں کچھ زیادہ ہی سنگین نوعیت کا کام کرتا تھا جس کے بارے میں کھل کر اس نے کبھی کسی کو نہیں بتایا تھا۔

جیف کے جاتے ہی وہ اپنی انگلیاں تیزی سے کی بورڈ پر چلانے لگا اور تمام ڈیٹا ریموو کرنے لگا، یک دم کمرے کا دروازہ زوردار آواز میں بجا، وہ چونک کر پلٹا، پولیس اس کے تہہ خانے تک پہنچ چکی تھی، ایک بار پھر دروازے پر دستک ہوئی، اسی کے ساتھ لاک ٹوٹنے کی آواز آئی اور وردیاں پہنے چار لوگ اندر داخل ہوئے۔

ہینڈز اپ!" ایک آفیسر نے کرخت آواز میں کہا: اس نے فوراً کی بورڈ سے اانگلیاں ہٹا کر ہاتھ فضا میں بلند کر لئے۔

چیکنگ کرو اس کی اور تم کمپیوٹر چیک کرو۔" آرڈر سن کر دو لوگ تیزی سے آگے بڑھے، کچھ دیر اس کی چیکنگ کرنے کے بعد ہاتھ کے اشارے سے اس نے افسر کو اطلاع دی "کلیئر سر!"

سر کمپیوٹر میں کوئی ڈیٹا نہیں ہے، سب کچھ کلیئر کر دیا گیا ہے۔'' دوسرے شخص کی بات سن کر وہ آفیسر مائیک کے قریب آیا اوراس کی آنکھوں میں آنکھیں ڈالتے ہوئے بولا:

ڈیٹا کہاں چھپایا ہے بول! ورنہ آج تو زندہ نہیں بچے گا۔''

جواب میں مائیک نے اپنے لہجے کو مضبوط رکھتے ہوئے کہا:

کون سا ڈیٹا؟ تم لوگ میرے گھر میں گھس کر یوں تلاشی نہیں لے سکتے، تمہارے پاس کیا ثبوت ہیں میرے خلاف، دکھاؤ؟''

افسر نے ایک زوردار تھپڑ اس کے گال پر رسید کیا، تھپڑ کھا کر وہ قریب رکھی کرسی پر جا گرا۔

زیادہ زبان چلائی تو زبان کھینچ لوں گا، میرے پاس تمہارے خلاف اریسٹ وارنٹ ہیں، مجھے وہ ڈیٹا چاہئے جو تم نے چھپایا ہے۔''

وہ بمشکل کھڑے ہوتے ہوئے بولا:

میرے پاس کوئی ڈیٹا نہیں ہے، اگر یقین نہیں آتا تو مزید تلاشی لے لو!''

مائیک کی بات پر افسر نے دونوں پولیس مین کی طرف دیکھتے ہوئے کرخت لہجے میں کہا:

کمپیوٹر کو اچھی طرح کھنگالو، جو بھی ہوگا اسی میں ہوگا۔''

☆☆☆☆☆

گریس نے اپنی گاڑی مائیک کے گھر سے کچھ دور پارک کی اور دروازہ کھول کر نیچے اتری، پولیس کی گاڑیوں کو وہ پہلے ہی دیکھ چکی تھی، شاید اس نے آنے میں دیر

کر دی تھی،، اس کا دل بری طرح دھڑک رہا تھا اور ہر لمحہ ان دونوں کی فکر ستا رہی تھی، ہاتھ میں پکڑے موبائل فون پر ایک نظر ڈالنے کے بعد وہ الجھے ہوئے ذہن سے سوچنے لگی، نہ جانے اس وقت انہیں کال کرنا ٹھیک رہے گا یا نہیں؟ اسی کشمکش میں اس نے خدا کا نام لے کر کال ملا دی، رنگ جانے لگی لیکن کال نہیں اٹھائی گئی، وہ پولیس کی نگاہوں سے بچتے ہوئے گھر کے پچھلے حصے میں کھڑی چاروں اطراف انہیں ڈھونڈنے کی کوشش کر رہی تھی۔

☆☆☆☆☆

سر ہم نے اچھے سے دیکھ لیا ہے، یہاں کوئی ڈیٹا نہیں ہے، سب کچھ مٹا دیا گیا ہے۔''

اس بات پر وہ افسر بری طرح تلملا گیا اور اس نے مائیک کے گال پر ایک اور تھپڑ رسید کیا:

ابھی سچائی اگل دے ورنہ میرے تھپڑوں سے ہی تمہاری جان چلی جائے گی۔''

میرے پاس کوئی ڈیٹا نہیں ہے، اگر ہوتا تو مل جاتا، اب میری جان چھوڑ دو۔''

مائیک نے بے زاری سے اس کی طرف دیکھتے ہوئے کہا:

تو تو ایسے نہیں اگلے گا، اپنے طریقے سے اگلوانا پڑے گا۔'' یہ کہہ کر وہ شخص اس کی طرف بڑھا ہی تھا کہ اس کے ایک ساتھی نے عجلت میں کہا:

سر لگتا ہے کوئی اس دروازے سے باہر بھاگا ہے۔'' ساتھ ہی اس نے تصویر کے پیچھے بنے اس خفیہ راستے کی طرف اشارہ کیا، وہ افسر مائیک کے سامنے سے ہٹ کر اب اس تصویر کی طرف بڑھنے لگا، اسی لمحے مائیک تیزی سے کرسی سے اٹھا اور اس کی طرف لپکا، وردی کو پیچھے سے کھینچتے ہوئے اس نے آفیسر کو زمین پر گرا دیا، اپنے اوپر

یوں اچانک حملہ ہوتے دیکھ کر پستول اس کے ہاتھ سے چھوٹ کر نیچے جا گری جسے مائیک نے تیزی سے آگے بڑھ کر اٹھالیا۔

کوئی اپنی جگہ سے نہیں ہلے گا ورنہ!'' پستول دکھاتے ہوئے اس نے بلند آواز میں کہا:

لڑکے! دماغ خراب ہو گیا ہے تیرا؟'' افسر خود کو سنبھالتے ہوئے بولا:

دماغ تو تم لوگوں کا خراب ہو گیا ہے، میں جب کہہ رہا ہوں کہ یہاں کوئی ڈیٹا نہیں ہے تو نہیں ہے!''

وہ کچھ دیر انہیں باتوں میں الجھائے رکھنا چاہتا تھا تا کہ جیف دور نکل جائے ورنہ ان کی تمام محنت پر پانی پھیر جائے گا۔

تجھے پتہ بھی ہے تو کیا کر رہا ہے؟ پولیس پر گن تان کر کہاں جائے گا؟ جیل؟''

وہ اب آہستہ آہستہ اس کے قریب پہنچنے کی کوشش کر رہا تھا، ساتھ ہی اسے دھمکا بھی رہا تھا۔

خبردار! میرے قریب آئے تو اپنی جان سے ہاتھ دھو بیٹھو گے!'' مائیک نے اس کے اوپر گن تان کر کہا اور ایک قدم پیچھے کو ہو گیا۔

تم مجھ پر گولی چلاؤ گے؟'' یہ کہہ کر اس نے تیزی سے مائیک کے اوپر چھلانگ لگا دی، مائیک کا انگوٹھا ہاتھ میں پکڑی پسٹل کے اوپر دبا اور گولی فضا میں بلند ہوئی، آواز سنتے ہی دوسرا پولیس مین الرٹ ہو گیا اور اس نے مائیک پر گولی چلا دی۔

گولی نہیں چلانی، ہمیں یہ زندہ چاہیئے!'' پیچھے سے اس کے ساتھی پولیس نے بلند آواز میں تاکید کی لیکن اب دیر ہو چکی تھی!

گن اس کے ہاتھ سے چھوٹ کر فرش پر جا گری، اسی کے ساتھ اس کا وجود دھڑام سے نیچے گر گیا، خون فرش پر تیزی سے پھیلنے لگا تھا، افسر نے مڑ کر اپنے دونوں ساتھیوں کی طرف دیکھا اور انگریزی میں گالیاں بکتے ہوئے بولا:

بیڑا غرق ہو تم دونوں کا، یہ کیا کر دیا؟''

مائیک کی لاش خون میں لت پت زمین پر پڑی ہوئی تھی اور وہ تینوں خالی ہاتھ ملتے ہوئے اسے دیکھ رہے تھے۔

☆☆☆☆☆

وہ گھر کے پچھلے دروازے سے باہر نکل رہا تھا کہ یک دم گولی کی آواز سنتے ہی اس کے پیر وہیں جم گئے، بوکھلائے ہوئے انداز میں وہ پیچھے کی طرف مڑا، اسے کچھ سمجھ نہیں آ رہا تھا کہ یہ گولی آخر کس پر چلی ہے؟ مائیک کا خیال آتے ہی اسے اپنا دل ڈوبتا ہوا محسوس ہوا لیکن یہ وقت پیچھے پلٹنے کا نہیں تھا، اگر مائیک نے اس کی خاطر اپنی جان رسک میں ڈالی تھی تو اسے یہاں سے بھاگنا ہوگا۔

یہ سوچ کر وہ اوندھے منہ سڑک کی طرف دوڑا، کافی دور پہنچنے کے بعد اس نے رک کر اپنی جیب سے موبائل فون نکالا، گریس کی بیس کالیں اب تک موصول ہو چکی تھیں، اپنے اطراف نگاہ دوڑاتے ہوئے اس نے ایک کونے میں کھڑے ہو کر گریس کو کال ملائی:

ہیلو جیف! کہاں ہو تم؟'' دوسری طرف سے فکرمندی سے پوچھا گیا:

میں مائیک کے گھر کے قریب موجود فلوریڈا ایوینیو پر ہوں، تم کہاں ہو؟''

تم وہیں رکو، میں آ رہی ہوں۔'' یہ کہہ کر گریس نے کال کاٹ دی، اپنی پھولی

ہوئی سانسوں کو بحال کرتے ہوئے وہ اسٹریٹ لائٹ کے قریب بنے بینچ پر بیٹھ گیا، ایک بار پھر مائیک کا خیال اسے ستانے لگا۔

☆☆☆☆☆

رات کے نو بج رہے تھے جب وہ اپنے کمرے میں آیا، سائیڈ ٹیبل پر رکھا اس کا فون مسلسل بج رہا تھا، آگے بڑھ کر اس نے اسکرین پر نام دیکھا جہاں جبریل لکھا جگمگا رہا تھا، ہلکی سی مسکراہٹ کے ساتھ اس نے فون کان سے لگا لیا:

کیسے ہو میرے دوست؟''

دوسری طرف سے جبریل کی خوش باش آواز گونجی:

الحمدللہ! بس ابھی کمرے میں آیا ہوں، تم سناؤ سب خیریت!''

ہاں خیریت ہے، سوچو میں نے تمہیں کیوں کال کی ہوگی؟'' جبریل کی بات پر وہ ہنس پڑا۔

کال تم نے کی ہے اور سوچوں میں؟''

اوہو! گیس تو کرو، ایک خوش خبری ہے!'' جبریل کی بات پر اس نے ایک لمحے کو سوچا پھر بولا:

میں جانتا ہوں تم نے کیا خوش خبری دینی ہے؟''

واقعی؟'' جبریل نے حیرت سے پوچھا:

ہاں، اگلے ہفتے تمہاری اور ماہی کی شادی ہے نا؟''

روحان کے مذاق پر اس نے برا سا منہ بنایا، البتہ روحان قہقہہ لگا کر ہنس دیا۔

میرے بھائی! میں جاگتے ہوئے خواب نہیں دیکھتا ہوں، تھوڑا نیچے آؤ، اس

سے تھوڑے نیچے درجے کی خوشی ہے۔‘‘

سوچنے دو!‘‘ وہ ذہن پر دوبارہ زور دیتے ہوئے بولا:

اس سے پہلے کہ تم میرے بال بچوں تک پہنچ جاؤ، میں ہی بتا دیتا ہوں۔‘‘ یہ کہہ کر اس نے تجسس پیدا کرنے کے لئے چند لمحوں کا وقفہ لیا پھر بولا:

میرا نام اسکالرشپ کے لئے فائنل ہو گیا ہے اور اگلے ماہ کی پانچ تاریخ کو میں استنبول آ رہا ہوں۔‘‘

جبریل کی بات سن کر وہ خوشی سے اچھل پڑا!

واقعی؟ یہ تو کمال کی خوش خبری ہے اور تم مجھے ادھر ادھر الجھا رہے تھے؟‘‘

یار میں صرف تیرا تجسس بڑھا رہا تھا۔‘‘ جبریل نے اسے چھیڑتے ہوئے کہا، جس پر وہ مسکرا دیا۔

بہت بہت مبارک ہو! جلدی سے یہ دس دن گزر جائیں اور تم یہاں آ جاؤ، سب سے پہلے میں تمہیں بوسفورس لے کر جاؤں گا، وہاں اڑتے ہوئے سارس جیسے پرندوں کو دیکھنے سے زیادہ حسین منظر کوئی نہیں ہے!‘‘

وہ دونوں اب ایک ساتھ اس خوبصورت شہر کو دیکھنے کا پلین بنانے لگے۔

☆☆☆☆☆

جیف!‘‘ وہ گاڑی سے نکل کر تیزی سے اس کی طرف بڑھی اور اگلے ہی لمحے اس کے سینے سے جا لگی، پچھلا ایک گھنٹہ اس کی زندگی کا مشکل ترین وقت تھا، جیف کھو دینے کا خوف اسے ہر لمحہ اندر سے ختم کرتا جا رہا تھا۔

کچھ دیر بعد وہ اس سے الگ ہوتے ہوئے بولی:

مائیک کہاں ہے؟''

جواباً وہ خاموش رہا۔

مائیک کہاں ہے بولو؟'' اب کی بار اس نے جیف کو کندھے سے جھنجھوڑتے ہوئے پوچھا:

مائیک نے مجھے یو ایس بی لے کر بھاگ جانے کو کہا تھا اور خود پولیس کو الجھاتا رہا، اس کے مطابق اگر ہم دونوں بھاگ جاتے تو ان کا شک یقین میں بدل جاتا لیکن گریس۔۔۔۔۔''

لیکن کیا؟'' گریس کا دل ڈوبنے لگا۔

جیف نے آگے بڑھ کر اس کا ہاتھ مضبوطی سے تھاما اور بولا: ''جب میں وہاں سے بھاگ رہا تھا تو اسی دوران دو گولیاں چلنے کی آواز آئی، شاید مائیک نے اس ڈیٹا کو محفوظ رکھنے کی خاطر اپنی جان گنوا دی گریس!''

وہ اپنی جگہ لڑکھڑا گئی، جیف نے اس کا دوسرا ہاتھ بھی تھام لیا۔

گریس! یہ وقت جذبات سے نہیں بلکہ عقل سے کام لینے کا ہے، ہمیں فوراً اپنے گھر لوٹنا ہوگا، ان کا شک ابھی ہم پر نہیں گیا ہے اور مائیک کے پاس سے کوئی ثبوت بھی نہیں مل سکا ہے، فی الحال ہم محفوظ ہیں لیکن ان کے آپریشن شروع کرنے سے پہلے ہمیں اس علاقے سے بہت دور نکلنا ہوگا۔''

جیف کی بات پر اس نے بمشکل سر ہلایا اور گاڑی میں آ کر بیٹھ گئی۔

میں ڈرائیو کرتا ہوں۔''

تمہاری گاڑی کہاں ہے؟'' گریس نے کسی خیال کے تحت پوچھا:

وہ یہاں سے دور ایک محفوظ مقام پر پارک ہے، کسی کو ہم پر شک نہ ہو اسی وجہ سے میں اسے وہیں پارک کر کے مائیک کے ساتھ اس کے گھر آیا تھا۔''

یہ کہہ کر اس نے گاڑی ایسٹ ایوینیو کی طرف موڑ لی، وہ صدمے کی حالت میں ونڈ اسکرین سے باہر دیکھتی رہی۔

☆☆☆☆☆

چالیس منٹ کی ڈرائیو کے بعد وہ گریس کے گھر پہنچے، گاڑی پورچ میں پارک کرنے کے بعد وہ اندر آ گئے۔

لائٹس آن کرنے کے بعد گریس نے اپنا بیگ اور چابیاں کاؤنٹر پر رکھیں اور لاؤنج میں پڑے صوفے پر ڈھیر ہو گئی، جیف بھی تھکن سے وہیں ڈھیر ہو گیا۔

مجھے یقین نہیں آ رہا، پہلے مارتھا پھر مائیک، ہمیں جلد سے جلد کچھ کرنا ہوگا۔'' وہ اپنا سر دونوں ہاتھوں میں گرائے بول رہی تھی:

سب سے پہلے مجھے اس ویڈیو کو کسی ایسی جگہ محفوظ کرنا ہے جہاں کبھی کوئی پہنچ نہ سکے، اس کا ہمارے پاس رہنا ٹھیک نہیں ہے۔''

لیکن تم اسے کہاں محفوظ کرو گے؟ آخر اتنا سب کچھ ہو جانے کے بعد ہم کس پر اعتبار کریں؟'' اس نے جیف کی طرف بغور دیکھتے ہوئے کہا:

میرے پاس صرف ایک ہی راستہ بچا ہے گریس! مجھے نہیں پتہ اس شخص پر بھروسہ کرنا چاہئے یا نہیں لیکن ہمارے پاس اس کے علاوہ کوئی آپشن نہیں۔''

کون ہے وہ؟'' گریس نے ابرو اچکاتے ہوئے نا سمجھی سے پوچھا:

قاسم بن المنصور!'' یہ سن کر وہ شاکڈ ہو گئی!

نہیں جیف! ہم نہیں جانتے وہ عراقی کون ہے اور وہ اس ویڈیو کے ساتھ کیا کرے گا؟''

گریس! وہ جو بھی ہے کم از کم اس کا اور ہمارا مقصد ایک ہی ہے اور تم جانتی ہو کہ دشمن کا دشمن دوست ہوتا ہے،، ویسے بھی جب تک ہمارے پاس یہ یو ایس بی رہے گی تب تک ہماری جان خطرے میں رہے گی۔''

کچھ دیر بعد وہ ڈارک ویب پر قاسم کا آئی پی ایڈرس کھولے بیٹھا تھا، گریس ابھی بھی اس کے اس قدم پر مطمئن نہیں تھی، کال کنیکٹ کرنے کے بعد اس نے گریس کی طرف دیکھا جو کشمکش کا شکار دکھائی دے رہی تھی۔

دوسری طرف رنگ جانے لگی، بالآخر کال اٹھالی گئی اور قاسم کی آواز لونگ روم میں گونجی:

ہیلو!''

ہیلو قاسم! میں جیف بات کر رہا ہوں، مجھے تمہاری مدد کی ضرورت ہے۔''

یہ کہہ کر اس نے مختصر الفاظ میں کہانی بیان کی جسے وہ خاموشی سے سنتا رہا۔

میں تمہیں یہ ویڈیو بھیج رہا ہوں، امید ہے کہ تم اس کا غلط استعمال نہیں کرو گے، اگر مجھے کچھ ہو جاتا ہے اور میں تم سے رابطہ نہیں کر پاتا تو تم اپنے نیٹ ورک کے ذریعے اس ویڈیو کو سوشل میڈیا پر وائرل کر دینا۔''

یہ کہہ کر اس نے ڈاکومنٹ میں محفوظ کی گئی فائل اسے بھیج دی۔

ٹھیک ہے، میں سمجھ گیا!''

کال ختم کرنے کے بعد گریس نے اس کے قریب آکر بیٹھتے ہوئے کہا:

تمہیں لگتا ہے کہ ہم نے ٹھیک کیا ہے؟''

ایک گہری سانس لے کراس نے گریس کے دونوں ہاتھ نرمی سے تھامے اور بولا:

بھروسہ رکھو! وقت اور حالات ہمیشہ ایک جیسے نہیں رہتے، بظاہر جو شخص ہمیں اپنا دوست لگتا تھا وہ ہمارا دشمن نکلا، تو اب دشمن کو دوست سمجھ کر بھی دیکھ لیتے ہیں، مجھے یقین ہے کہ قاسم اس ویڈیو کو دیکھنے کے بعد اس کی نزاکت سمجھے گا، ویسے بھی وہ کسی ایجنسی سے منسلک نہیں بلکہ ایک چھوٹا سا نیٹ ورک چلا رہا ہے، ہمیں اس سے ڈرنے کی ضرورت نہیں۔''

جیف کی بات پر اسے کچھ اطمینان ہوا، وہ آہستگی سے اپنا سر اس کے کندھے پر رکھتے ہوئے بولی:

اب تم کیا کرو گے؟''

رشین ایمبیسیڈر نے مجھ سے دوبارہ رابطہ کیا تھا، وہ مطمئن دکھائی دے رہا تھا، مجھے یقین ہے کہ وہ لوگ جلد ہمیں پناہ دینے کے لئے تیار ہو جائیں گے، اس وقت تک ہمیں انتظار کرنا ہوگا۔''

امید ہے!'' وہ آنکھیں موندھے آہستگی سے بولی:

☆☆☆☆☆

وہ دونوں شامی کے بستر پر بیٹھے اپنی نگاہیں لیپ ٹاپ اسکرین پر مرکوز کئے حیرت سے اس ویڈیو کو دیکھ رہے تھے۔ ہر نئی معلومات چونکا دینے والی تھی، شامی کو سب سے زیادہ خوشی مڈل ایسٹ کے تیل کی کہانی کو سن کر ہوئی تھی جس کو دیکھنے کے بعد اس نے روحان سے کہا:

میں نے تمہیں بتایا تھا نا؟ میری قوم کے ساتھ یہ زیادتیاں کی ہیں انہوں نے!''

روحان نے حیرت سے اپنا سر اثبات میں ہلایا اور پوچھا:

آخر اس لڑکے جیف نے تمہیں اتنی حساس معلومات کیوں بھیجیں؟''

کیونکہ اس کی جان کو خطرہ ہے، ویسے بھی جس قسم کی یہ ویڈیو ہے، پوری دنیا میں تہلکا مچ جائے گا، وہ امریکہ میں رہ کر اسے کبھی بھی اپ لوڈ نہیں کر سکتا۔''

لیکن اگر تم اسے اپ لوڈ کرو گے تو تمہاری جان بھی خطرے میں پڑ سکتی ہے!''

مجھے اپنی جان کی قطعاً پرواہ نہیں، یہ میری زندگی کا واحد مقصد ہے جس کے لئے پچھلے نو سال سے ادھر ادھر گھومتا پھر رہا ہوں، آج ایسا محسوس ہو رہا ہے جیسے میرا مقصد مجھ سے بس چند قدم کے فاصلے پر ہے، ایسے میں اپنی جان بھی گنوانا پڑی تو خوشی خوشی گنواؤں گا۔''

شامی نے پر جوش لہجے میں کہا: روحان گہری سوچ میں ڈوبے ہوئے اسکرین کی طرف دیکھنے لگا۔

☆☆☆☆☆

صبح وہ بیدار ہوئی تو آنکھیں مسلتے ہوئے اٹھ بیٹھی، ذہن پر زور دینے کے بعد گزشتہ رات کسی فلم کی طرح اس کی آنکھوں کے سامنے گھومنے لگی، اس نے اپنے اطراف نگاہ دوڑا کر دیکھا تو وہ صوفے پر موجود تھی، اس کے اوپر موٹی سی چادر ڈلی ہوئی تھی جو شاید جیف نے ڈالی تھی، نہ جانے وہ رات بھر کہاں سویا تھا؟

اس کا خیال آتے ہی وہ صوفے سے اٹھ کھڑی ہوئی، وہ کامن میں نہیں تھا، اس نے راہداری میں جھانک کر دیکھا تو وہاں بھی کوئی موجود نہیں تھا، البتہ اس کے جوتے

وہیں پڑے تھے، کچھ سوچتے ہوئے اس نے کچن کا رخ کیا، قریب پہنچنے پر اسے پین کیک کی بھینی بھینی خوشبو آنے لگی، وہ کچن میں داخل ہوگئی،، وہ ایپرن پہنے پین کیک کے اوپر چاکلیٹ لگا رہا تھا، ایک پلیٹ میں کچھ اسٹابریز کٹی رکھی تھیں، گریس کو دیکھ کر وہ دھیما سا مسکرا دیا:

ناشتہ تیار ہے مادام! آیئے اور کھا لیجئے!''

ساتھ ہی اس نے کاؤنٹر پر پلیٹ رکھی اور اسٹول کھینچ کر بیٹھنے کا اشارہ کیا۔

وہ چہرے پر مسکراہٹ سجائے بیٹھ گئی، جیف پین کیک بنانے میں ماہر تھا، اکثر وہ گریس کی فرمائش پر اس کے لئے بنایا کرتا تھا، پہلا نوالہ منہ میں رکھتے ہی وہ اندر تک فریش ہوگئی۔

کافی کے مگ ٹرے میں سجائے وہ اب اسٹول کھینچ کر اس کے برابر بیٹھ گیا۔ ایک گھونٹ بھرنے کے بعد وہ بولا:

گریس ہمیں آج ہی اپنا سامان پیک کرنا ہوگا، ایمبیسی سے ہمارا ویزہ آچکا ہے، تم پاسپورٹ تیار رکھنا، کل شام کی فلائٹ سے ہم ''ماسکو' جارہے ہیں۔''

واٹ؟؟؟ اور ڈیڈ کا کیا ہوگا؟'' اس نے حیرت سے پوچھا:

ماسکو پہنچ کر جب ہم وہ ویڈیو ان کے حوالے کردیں گے پھر وہ تمہارے ڈیڈ کو بھی بلا لیں گے لیکن فی الحال ہم وزٹ ویزے پر ماسکو جارہے ہیں تاکہ کسی کو ہم پر شک نہ ہو۔''

پین کیک ختم کرنے کے بعد وہ اٹھ کھڑا ہوا:

میں ٹیکسی کر کے گھر جارہا ہوں، گاڑی فی الحال میرے پاس نہیں ہے، تم بھی پیکنگ کرلو، ضروری سامان رکھ لینا۔''

امید ہے کہ سب کچھ جلد ٹھیک ہو جائے گا جیف!'' وہ اداس لہجے میں بولی: وہ اس کی اداسی کو محسوس کر سکتا تھا لیکن ان حالات کو تبدیل کرنا اس کے اختیار میں نہیں تھا، اس وقت گریس اور اس ویڈیو کی حفاظت کرنا اس کی اولین ترجیح تھی جو روس پہنچ کر ہی ممکن تھا۔

☆☆☆☆☆

دس دن بعد:

ان دونوں نے ''Christ the Savior'' نام کے اس چرچ میں اپنے قدم رکھے، سفید رنگ کی یہ عمارت ''Moscow River'' کے قریب واقع تھی جو دریا کے اوپر بنے پل سے صاف دکھائی دیتی تھی، قدم زمین پر رکھتے ہی انہیں ماربل کے سفید فرش کی ٹھنڈک اپنے اندر تک اترتی محسوس ہوئی، یہ چرچ ہمت اور بہادری کی علامت سمجھا جاتا تھا، اسے ''Alexander Vitberg'' نے بہت خوبصورتی سے ڈیزائن کیا تھا، یہ دنیا کے مشہور چرچوں میں سے ایک تھا جہاں عبادت کرنا عیسائی اپنے لئے سعادت سمجھتے تھے۔

وہ دونوں اس چرچ کے پادری کے قریب جا کر بیٹھ گئے، انہوں نے کبھی بھی نہیں سوچا تھا کہ وہ اپنی زندگی کے سب سے حسین دن ماسکو کے چرچ سیویئر میں ہوں گے، شادی کی تقریب شروع ہو چکی تھی، ایک شخص اٹھا اور روایات کے مطابق بائبل کی چند سطریں پڑھنے لگا:

صرف ایک دوسرے سے محبت کا دکھاوا نہ کرنا بلکہ ایک دوسرے سے سچی محبت کرنا، جو چیز غلط ہے اس سے نفرت کرنا اور جو اچھا ہے اسے مضبوطی سے تھامے رکھو۔''

اس نے گریس کی طرف دیکھا جس نے آج سفید رنگ کی میکسی پہن رکھی تھی، گلے پر نیٹ کا کام ہوا تھا، اسی نیٹ کے اوپر چھوٹے چھوٹے موتی لگے ہوئے تھے، بالوں کو اس نے جوڑے میں مقید کر رکھا تھا اور اسی جوڑے میں ننھے ننھے بیٹس لگا رکھے تھے، چہرے پر ہلکا سا میک اپ کئے ہونٹوں پر سرخ رنگ کی لپ اسٹک لگائی ہوئی تھی، سفید اور ملائم پیروں میں اونچی ہیلز پہنے وہ آج بے حد حسین لگ رہی تھی۔

''ایک دوسرے سے سچے خلوص کے ساتھ محبت کرو اور ایک دوسرے کی عزت کرنے میں خوشی محسوس کرو اور جوش کے ساتھ اپنے خداوند کی خدمت کرو، مصیبت کے وقت صبر کرو اور ہمیشہ دعا کرتے رہو'' 12:9-12: بائبل۔

پادری نے آمین کہہ کر جیف کی طرف دیکھا جو دولہے کے روپ میں دلکش لگ رہا تھا، آج اس نے بلیک کلر کا ڈریس کوٹ پہن رکھا تھا، بالوں کو جیل سے پیچھے کئے، ہاتھ میں سنہرے رنگ کی ریسٹ واچ پہنی تھی جو امریکہ کے مشہور برینڈ شنولا (shinola) کی تھی، نکھرے اور کھلے چہرے کے اوپر اس کی مدھم مسکراہٹ گریس کو بار بار اس کی طرف نگاہیں اٹھا کر دیکھنے پر مجبور کر رہی تھیں۔

تقریب آگے بڑھی اور اصول کے مطابق گریس کے ڈیڈ کی اجازت کے ساتھ پادری نے ان دونوں کو ایک دوسرے کے ہاتھ میں انگوٹھی پہنانے کا حکم دیا، انگوٹھی پہنانے کے بعد کچھ بچیوں نے اپنے ہاتھ میں اٹھائی ٹوکریوں سے گلاب کی پتیاں ان کے اوپر پھینکیں۔

پادری نے تمام شرکاء کے سامنے ان دونوں کو شادی کے اصول وقوانین پر ایک چھوٹا سا بیان دیا اور پھر وہاں موجود تمام لوگوں نے دعا کے لئے ہاتھ اٹھا لئے، آج وہ

دونوں ہمیشہ کے لئے ایک ہو چکے تھے اور اب زندگی میں آنے والے ہر امتحان کا ایک ساتھ مقابلہ کرنے کے لئے تیار تھے۔

دو عورتیں بلند آواز میں ''Song of Solomon'' گا رہی تھیں:

Set me as a seal upon your heart,

As a seal upon your arm

ان دونوں نے ایک دوسرے کا ہاتھ تھام لیا

Our love is strong as death,

Jealousy is fierce as the grave

ان کی پر مسرت آوازوں نے ماحول کو مزید سازگار بنا دیا تھا، وہ دونوں اب وہاں موجود تمام لوگوں سے اٹھ کر مصافحہ کرنے لگے۔

☆☆☆☆☆

آج کا دن بہت خاص تھا کیونکہ آج کے دن اسلامک ریسرچ سینٹر کی بنیاد رکھی گئی تھی، اس خوشی میں ہر سال چار اپریل کو ریسرچ سینٹر میں جشن منایا جاتا تھا، تمام طلباء نے اساتذہ کے ساتھ مل کر کئی دن کی محنت کے بعد پورے سینٹر کو بھرپور انداز میں سجا دیا تھا، تقریب شروع ہونے میں ایک گھنٹہ باقی تھا اور وہ دونوں چند طلباء کے ساتھ مل کر رضا کار ''volunteer'' کے فرائض سرانجام دے رہے تھے۔

کل رات جیف سے میری بات ہوئی تھی، اس نے مجھے بتایا کہ بہت جلد رشین انٹیلی جنس کے ذریعے وہ ویڈیو اپ لوڈ ہونے جا رہی ہے۔''

اس نے سرگوشی کے انداز میں اس کے کان کے قریب آ کر کہا:

واقعی؟ میں تمہارے لئے بہت خوش ہوں، آج تمہارا مقصد پورا ہونے جا رہا ہے اور ان کا اصل چہرہ پوری دنیا کے سامنے آجائے گا۔'' روحان پرجوش انداز میں بولا

میں بھی بہت خوش ہوں، جیف نے مجھے اپنے ساتھ کام کرنے کی پیشکش کی ہے، وہ اپنا ذاتی نیٹ ورک بنا رہا ہے تاکہ آنے والے وقتوں میں مزید ایسے آپریشنز کو ایکسپوز کر سکے۔'' شامی آنکھوں میں گہری چمک لئے اسے بتا رہا تھا، آج وہ بہت پرسکون تھا، ایسا لگتا تھا جیسے کئی سال بعد اس نے کسی خوشی کو دل محسوس کیا ہو، وہ خوش کیوں نہ ہوتا، آخر اس جنگ نے شامی جیسے کئی بچوں سے ان کا مستقبل چھینا تھا اور نہ جانے آگے کتنوں کا مستقبل مزید چھیننے کا ارادہ رکھتا تھا۔

تمہیں ضرور اس کا ساتھ دینا چاہئے، تم دونوں کا مشن ایک ہی ہے۔'' روحان نے اس کی حوصلہ افزائی کرتے ہوئے کہا:

میں سوچ رہا تھا کہ کیوں نہ تم بھی جیف کے اس نیٹ ورک کا حصہ بن جاؤ، تمہیں بھی اپنے ملک کے غداروں کو ایکسپوز کرنے کے لئے اثر وسوخ کی ضرورت ہے؟ جیف ایک سمجھدار اور ملنسار شخص ہے، نعیم درانی والی ویڈیو بھی تم اس کی مدد سے وائرل کروا سکتے ہو۔''

روحان کو اس کا آئیڈیا کافی پسند آیا، آخر اس نے پہلے ایسا کیوں نہیں سوچا تھا؟

ٹھیک ہے، کیا تم میری جیف سے ملاقات کروا سکتے ہو؟''

ہاں ضرور! آج رات کو ویڈیو کال کے ذریعے میں تمہاری اس سے بات کرواؤں گا۔'' شامی ٹھیک کہہ رہا تھا، ایک اور ایک گیارہ ہوتے ہیں اور وہ تنہا کبھی بھی

ان لوگوں سے نہیں لڑ سکتا تھا۔

تقریب اب شروع ہو چکی تھی، وہ دونوں گراؤنڈ کی طرف بڑھ گئے جہاں آسمان میں ترک پرچم کے ساتھ 56 دیگر مسلم ریاستوں کے پرچم بھی لہرا رہے تھے، اس کے ذریعے تمام اسلامی ریاستوں کی یکجہتی کا پیغام دنیا تک پہنچایا جا رہا تھا، میڈیا اس تقریب کی کوریج چاروں طرف سے کر رہا تھا۔

میری دعا ہے کہ یہ 57 ریاستیں ایک جھنڈے کے نیچے جمع ہو جائیں اور ایک بار پھر مسلم امت کا ایک پرچم ہو جو سب سے اونچا ہو، جس کا مقصد لا الہ الا اللہ کی ترویج ہو'

اس پل اس نے دل سے یہ دعا مانگی تھی، جس پر شامی نے آمین کہا تھا، ایک ایک کر کے تمام طلباء ایک دوسرے کا ہاتھ تھامتے گئے اور بلند آواز میں یہ اشعار پڑھنے لگے:

جان یہ میری کافی ہے یا، آل میں تجھ پہ واروں
سر ہے خراج یہ خاک کا تیری، خون سے نظر اتاروں

نذرانہ کر دوں تیری مٹی کے مکانوں سے
تیرے کوچوں سے گلیوں اور کھلے ان آسمانوں سے

جہاں جائیں قدم اس دشت سے اور گلستانوں سے
تیرا دہاڑا ہوا اونچا عرش پہ سارے جہانوں سے

تمام پرچم ہوا میں لہراتے ہوئے بے حد دلکش لگ رہے تھے، ان کی آوازیں مزید بلند ہوتی گئیں، پورا استنبول ان کے نغمے سے گونج اٹھا تھا۔ ایک بار پھر ایک مسلم ریاست کے قیام کا خواب دیکھنے والے یہ نوجوان اپنا سب کچھ داؤ پر لگا کر نکل

کھڑے ہوئے تھے۔

سہاگ روانہ کردوں ہنس کے تیری سرخ راہوں پہ
وفا میری بہاریں عمر کی تیری خزاؤں پہ
نہیں غم اپنی قربانی پہ جیون کی جفاؤں پہ
خدایا آنچ نہ آئے وطن کے پاسبانوں پہ
ہے تیرے لئے یہ ملک سبھی پر میرے لئے بس ایک تو
سرحد پہ جاں دینے والے میں کس کو اپنی جان کہوں

شامی کی آنکھوں کے سامنے اپنے شہید بھائی کی تصویر گھومنے لگی جس نے اپنے وطن کی خاطر نہ جانے کتنی راتیں جاگ کر یوں ہی سرحد پر کاٹیں تھیں؟ اور پھر اسی سرحد پر جان گنوادی تھی۔''

وردی میں رچی تیری خوشبو سے، اپنی سانسیں مہکاتا ہوں
میں آج بھی تیری وردی پہ، سر رکھتے ہی سوجاتا ہوں
نذرانہ نذرانہ کردوں تیری مٹی کے مکانوں سے
تیرے کوچوں سے گلیوں اور کھلے ان آسمانوں سے

(محمد وقاص)

اظہر کی آنکھیں اپنے ابا کو یاد کر کے نم ہوگئیں لیکن اسے فخر تھا کہ اس کا باپ دنیا کے سب سے مشکل ترین پوائنٹ پر ڈیوٹی اس لئے دے رہا ہے تاکہ دشمن ان کی طرف آنکھ اٹھا کر نہ دیکھ سکیں''۔

ختم شد

29.June.2024

☆☆☆☆☆

حرفِ آخر:

یہ آٹھ ماہ کا سفر میری زندگی کا بہترین سفر رہا جس میں بذاتِ خود میں نے بہت کچھ سیکھا، چند آخری جملے میں آپ لوگوں سے کہنا چاہوں گی، اس کتاب کا اختتام ایک اوپن اینڈ ہے کیونکہ بے نقاب کا کوئی اختتام نہیں ہوسکتا، جیف اور روحان کا اکھٹا سفر یہاں سے شروع ہوتا ہے جو نہ جانے کتنی چیزوں کو مزید بے نقاب کرنے کی قوت رکھتا ہے؟ زندگی نے مجھے موقع دیا تو میں اس کا دوسرا حصہ ضرور لکھنے کی کوشش کروں گی جس کے لئے مجھے شاید ابھی بہت ساری معلومات حاصل کرنے کی ضرورت ہے، البتہ میرا جو مقصد تھا وہ یقیناً پورا ہو چکا ہوگا، اس کتاب کو پڑھنے کے بعد آپ بہت کچھ سوچنے پر ضرور مجبور ہوئے ہوں گے، خاص طور پر یہ جان کر کہ اس میں لکھے کردار فرضی نہیں بلکہ کہیں نہ کہیں حقیقت میں بھی موجود ہیں، ہم اکثر کسی غلط چیز کے خلاف آواز اس لئے نہیں اٹھاتے کہ ہماری آواز سے کیا فرق پڑ جائے گا؟ لیکن اگر روحان اور جیف یہ سوچ لیتے تو کیا یہاں تک پہنچ پاتے؟

اس تمام عرصے میں یہ کتاب آن لائن میری ویب سائٹ پر شائع ہوتی رہی، جسے قارئین نے بہت سراہا، میں آپ لوگوں کی شکرگزار ہوں کہ مجھے اپنے لفظوں سے حوصلہ دیتے رہے، پہلی بار میں نے اپنی کوئی کتاب آن لائن شائع کی ہے جس کی وجہ صرف اس موضوع کی نزاکت ہے، امید کرتی ہوں کہ مسلمان امت میں روحان بن حیدر جیسے بہت سارے نوجوان بیدار ہوں، جن کے ذریعے نہ صرف اس ملک میں بلکہ پوری امت میں مثبت تبدیلیاں آسکیں اور وہ لوگ جو کسی نہ

کسی عہدے پر موجود ہیں اور کسی نہ کسی طرح اس غلط سسٹم کا حصہ بنے ہوئے ہیں وہ بھی جیف کی طرح ہمت کر کے اس کے خلاف کھڑے ہو سکیں!

اپنے کسی بھی سوال یا تبصرے کو ارسال کرنے کے لئے آپ مجھے ای میل کر سکتے ہیں اور میری باقی کتابیں آرڈر کرنے کے لئے ہمیں واٹس ایپ کر سکتے ہیں، ان شاء اللہ آنے والے چند مہینوں میں ہم نوجوانوں کے لئے ایک سیریز بنانے جا رہے ہیں جس کے ذریعے بہت ساری معلومات آپ لوگوں کو حاصل ہوں گی، آپ ہمارے نمبر پر میسج کر کے اس سیریز کی معلومات حاصل کر سکتے ہیں اور ہمارے دیگر کورسز میں بھی شامل ہو سکتے ہیں، دعاؤں کی درخواست ہے:

عروبہ عامر

Gmail: aroobaamirsidiqui@gmail.com

Business number: 03226301406